ان الانسان لفی خسر

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر

پشاور پاکستان

نومبر ۱۹۹۹ء رجب: ۱۴۲۰

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمٰن

اعلان داخلہ

مجلس تعلیمی کے فیصلہ کے مطابق آئندہ تعلیمی سال نمبر ۸ (از شوال ۱۴۲۰ھ تا رمضان ۱۴۲۱ھ کے داخلے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ہوں گے مقررہ ایام کے بعد کوئی داخلہ نہیں دیا جائے گا۔ داخلہ طالب علم کی ذاتی قابلیت پر دیا جاتا ہے اس لئے خواہشمند طلباء بروقت داخلہ کی کوشش کریں۔

داخلہ حفظ:۔ ۱۵/جنوری ۲۰۰۰ء بمطابق ۷ شوال ۱۴۲۰ھ

قدیم طلباء کے داخلہ کی تجدید:۔ ۱۶/جنوری بروز اتوار بمطابق ۸ شوال

جدید طلباء کا داخلہ:۔ ۱۷، ۱۸، ۱۹ جنوری / ۱۰، ۱۱، ۱۲ شوال

انٹرویو:۔ ۲۰ جنوری / ۱۳ شوال

داخلہ درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء :۔ ۲۰ جنوری / ۱۳ شوال

افتتاح اسباق:۔ ۲۱ جنوری ۲۰۰۰ھ بمطابق ۱۴ شوال بروز ہفتہ

منجانب

شعبہ تعلیمات جامعہ عثمانیہ

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

العصر

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی مختار الرحمٰن

قانونی مشیر
جناب نثار خان ایڈووکیٹ

مجلس ادارت
مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمٰن
نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

رابطہ فون دفتر نمبر
۰۹۱-۲۷۳۵۱۱

جلد نمبر ۵ شمارہ ۱۱

نومبر ۱۹۹۹ء رجب ۱۴۲۰

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر ۔ صوبہ سرحد پاکستان

زیر سرپرستی حضرت مولانا سید شیر علی شاہ زید مجدہم حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

قیمت -/10 روپے

فہرست مضامین

بے رحمانہ احتساب کی بھڑکیں	اداریہ	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۸
کیا خلائی مخلوق کا وجود ہے	بشکریہ سنڈے میگزین	۱۱
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۱۷
انتخابات کا موجودہ طریق کار اور اسلام	پروفیسر مطیع اللہ	۲۱
دیار غیر میں رہنے والے مسلمانوں سے خطاب	مولانا ابوالحسن ندوی	۳۷
قافلہ معاد	ادارہ	۴۴
تبصرہ کتب	محمد سعید	۴۶

ناشر و دفتر: مفتی غلام الرحمان نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۱۰ روپے / سالانہ اندرون ملک ۱۰۰ روپے بیرون ملک ۳۰ ڈالر کی قیمت

صدائے عصر

بے رحمانہ احتساب کی بھڑکیں !!!

مدیر مسئول

۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کے انقلاب کے نتیجہ میں بھاری مینڈیٹ والی حکومت، فوج کے بھاری حملہ اور عوام کی بھاری تائید سے اپنے انجام کو پہنچ گئی معلوم نہیں یہ کیسی بھاری مینڈیٹ تھی کہ نواز شریف کے جانے پر کسی نے افسوس نہیں کیا بلکہ ارباب اقتدار نے مسلم لیگ ہو ثبوت دیگر انقلاب کی خاموش تائید کر کے فوج سے تصادم نہ لینے کے عزم کا اظہار کیا جرائد و اخبارات جو کل تک نواز شریف کو نجات دہندہ ثابت کر رہے تھے آج نواز دور کے کارناموں پر ایڈیشن شائع کر رہے ہیں۔

یہ کیسی بے اعتماد دنیا ہے جس کی کتاب میں وفاداری کا کوئی باب نہیں اور نہ وفاداری کے رموز سے آشنا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ انقلاب نواز شریف کی انتقام پرستی، غرور اور غلط مشوروں پر چلنے کا نتیجہ ہے قریب ایام میں موصوف کے مزاج میں کوئی ایک تبدیلی دکھائی دے رہی تھی کہ امریکہ ہی اس کا سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت بھول گئے امریکہ سے دوستی پکی کرانے کے لئے علماء و دینی مدارس کے خلاف زبان کھول دیا تھا اور عدل انصاف کے علمبردار طالبان حکومت کے خلاف بیانات دیکر امریکہ کے مفادات کا تحفظ رہے تھے موصوف کو اس ملک کے عوام نے دو دفعہ کندھوں پر بٹھا کر ایوان اقتدار میں گئے لیکن دونوں دفعہ موقعہ شناسی سے ناعاقبت اندیشی اور حالات سے ناواقفیت آپ کی معزولی کا سبب

بن گئی دفعہ منصب صدارت سے بے جاہ چھیڑ اور اس دفعہ فوج سے تصادم کی پالیسی آپ کو لے ڈوبی نصف درجن کے سپہ سالاروں کے دور سے گزرنے کے باوجود آپ کو فوجی مزاج کا اندازہ نہیں تھا اگرچہ اندرون خانہ کے حالات سے ابھی تک دنیا نابلد ہے یک طرف بیانات کی روشنی میں اگر واقعی آپ کے اقدامات سے فوج کی تقسیم ہونے کا خطرہ تھا اور اس سے مجبور ہو کر فوج نے قدم اٹھایا تو پھر فوج کا یہ اقدام یقیناً مناسب ہے۔ ہمارے ملک کی عزت و عظمت اور فوج کے وقار سے قائم ہے اگر فوج میں جنگ چھڑ جاتی تو یہ ملکی تباہی کی گھنٹی ہوتی اس سے فوج کی ساکھ بحال ہوئی آئندہ کوئی مفاد پرست شخص فوج سے نہیں چھیڑے گا جو فوج اپنی حفاظت نہ کر سکے اس سے قوم کی حفاظت کی کیا توقع کی جائے گی اور ایسی فوج دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتی اگر فوج میں یہ سکیم کامیاب ہو جاتی تو پھر فوج بھی پولیس کا محکمہ بن جاتا جو ملک کا بدنام ترین محکمہ ہے جس کا امن کے بجائے تخریب اور بدامنی میں حصہ زیادہ ہے۔

فوجی انقلاب پر عوامی رد عمل سے اس معاشرہ کی زبون حالی اور پسماندگی کا احساس ہوتا ہے معاشی بحران کے دلدل میں پھنسا ہوا معاشرہ کسی نجات دہندہ کا منتظر ہے۔ بددیانتی اور کرپشن کی چکی میں پھنسے والے عوام صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان کی خلاصی کی کوئی صورت نکل آئے اقتداری جنگ نے کچھ ایسے حالات پیدا کئے ہیں کہ ابھی اس ملک میں کسی نظام کا سوال نہیں بلکہ عوام صرف اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں۔ جہاں کہیں سے کوئی ایسی آواز سنائی دے جس میں نجات کا کوئی ادنیٰ احتمال ہو تو لوگ اندھی تقلید کر کے اس کے پیچھے چلتے ہیں۔ ہر آنے والے سے امیدیں وابستہ کر کے استقبالی نعروں کی گونج میں مسند اقتدار پر بٹھاتے ہیں۔ لیکن جب ان کی آرزوئیں پوری نہ ہوں تو اس سے جان چھڑانے کے لئے راستے تلاش کئے جاتے ہیں۔ ہر آنے والے کا انجام گزرے ہوئے سے بدتر ہوتا ہے فوجی انقلاب کی حالت بھی اس سے مختلف نہیں نواز شریف کے مقابلہ میں جنرل پرویز مشرف کو برداشت کرنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کے مشکلات کا مداوا ہو۔ جنرل صاحب نے بھی پہلی تقریر اور پریس کانفرنس میں

۳۵ م

جن سا ت نکاتی فارمولہ پر راہ عمل کا تعین کیا ہے اس میں زیادہ تر زور ان حالات کی اصلاح پر دیا جا رہا ہے معاشی بحران کو اس میں بنیادی کردار حاصل ہے کیونکہ کرپشن بددیانتی یا قومی املاک پر ڈاکہ زنی اور قومی دولت کا ناجائز طریقہ سے ہڑپ کرنا تمام کے تمام اس کے پیدا کردہ ہیں۔ جب بھی لوگوں کے حالات سدھر جائیں تو کافی حد تک ان مسائل پر قابو پایا جائے گا۔ کیونکہ جو شخص آسودہ حال ہو اس کو وقار سے دو وقت کی روٹی میسر ہو تو وہ کبھی خیانت کا ارتکاب کر کے اپنی عزت نفس کو قربان نہیں کرے گا الا یہ کسی کی طبیعت میں درندگی کا غلبہ ہو اور وہ انسانی اقدار کو پس پشت ڈال کر ہر جائز و ناجائز طریقہ سے مال اکٹھا کرنے کے لئے نکلا ہو

لیکن حالات کے تناظر اور موجودہ حکومت کی مختصر کارکردگی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں کامیابی کے امکانات بہت کم ہیں کسی کی نیت اور ارادہ پر شک کرنا مناسب نہیں بلکہ مسلمان پر نیک گمان کیا جائے گا لیکن جب عملی میدان میں کامیابی کے امکانات کم ہوں تو ایسی صورت میں صرف نیت سے کام نہیں چلتا ہے۔

دوسرے مسائل کے علاوہ معاشی اصلاحات اور ملکی پیسہ کی واپسی اس وقت کے اہم مسائل ہیں ہماری پسماندگی کا تقاضا ہے کہ ملک میں ایسی فضا قائم ہو جس میں سرمایہ کاری کو فروغ حاصل ہو لوگ اپنی ضروریات اندرون ملک پوری کریں اور جن چیزوں کا بیرون ملک سے منگوانا ہو اس کے لئے ایسی صورت تلاش کی جائے کہ اس پر کم سے کم زر مبادلہ خرچ ہو حالات ایسے پیدا ہوں کہ ملک سے پیسہ باہر منتقل ہونے کی جگہ اس ملک میں پیسہ اکٹھا ہو۔ لازمی بات ہے اس کے لئے تین سو سے زائد ان مگرمچھوں پر ہاتھ ڈالنا ہوگا۔ جنہوں نے بڑی سنگدلی سے قومی دولت ماں کا دودھ سمجھ کر ہڑپ کیا ہے تجارتی قرضوں کے نام سے بھاری رقم نکال کر بیرون ملک بینکوں میں جمع کرائی ہیں اور پھر سیاسی اثر و رسوخ سے یہ قرضے معاف کرائے ہیں۔ ان اربپتی بیوروکریٹس اور افسران کی خبرگیری بھی ضروری ہے جنہوں

کیاں، تحفے دھر لیا یا دوسرے نام سے ایسی جائدادیں بنائی ہیں جن میں قوم کا خون نمایاں نظر آتا ہے۔ حکومت نے ان دونوں مسائل پر توجہ دیکر عوام کو مطمئن کرانے کی کوشش کی ہے لیکن یہ کوشش بے سود نظر آتی ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ان حالات میں ہماری نااہلی کے علاوہ زیادہ تر دخل ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف یا دوسرے یہودی اداروں کا ہے جنہوں نے ہمیں قرض دے دیکر اسی طبقاتی جنگ میں ٹھونس دیا ہے کہ ابھی ہم سے ہر جائز و ناجائز مطالبے منوا رہا ہے۔ ہم ایک آزاد ملک و قوم ہونے کے باوجود غلام بن بیٹھے ہیں۔ ہماری اصلاح اس میں ہے کہ ان اداروں سے جان چھڑانے کی کوئی باعزت طریقہ تلاش کریں لیکن موجودہ حکومت نے کابینہ اور کونسل میں جن مبینہ ایمان دار اور دیانت دار لوگوں کا انتخاب کیا ہے ان میں زیادہ تر ان بیرونی اداروں کے کارندے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ ہیں جو (این جی اوز) غیر ملکی رفائی اداروں میں کام کر رہے تھے جن کا واحد مقصد ان یہودی اداروں کے مفادات کا تحفظ تھا ظاہر ہے کہ زمام اقتدار قابو کرنے کے بعد یہ لوگ ان اداروں کے لئے کام کریں گے جو ہماری تباہی کے ذمہ دار ہیں چنانچہ ہمارے وزراء ایسے بیانات دینے لگے ہیں۔ ہمارے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف سے وفاداری کا سبق دیا جا رہا ہے۔ خود اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کے لئے معاشی بحران پر قابو پانا مشکل ہے جب تک ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے ذرائع نہ ڈھونڈیں اس وقت ان مصائب سے جان چھڑانا ہمارے لئے مشکل ہے اس کے علاوہ جن بیوروکریٹس اور کلیدی آسامیوں پر فائز رہنے والے نامی گرامی حضرات کا انتخاب ہوا ہے انہوں نے دوران ملازمت کوئی ایسا انقلابی کارنامہ سرانجام نہیں دیا جو ملکی مفادات میں اہم کردار ادا کرے ہو سکتا ہے کوئی ذاتی خوبی ہو لیکن ملک و قوم کے درد کا جذبہ رکھنا الگ بات ہے جو انسان کے کردار میں نمایاں رہتا ہے۔

نادہندگان کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اور جن کو چار ہفتوں کی مہلت دی گئی ہے وہ زیادہ تر کارخانہ داروں کی ہے جنہوں نے قرض لیکر ہڑپ کیا ہے ان سے وصولی بظاہر مشکل

ہے کیونکہ یہ ایسے کارخانے ہیں جو مارکیٹ میں دیوالیہ قرار دئے گئے ہیں اور ان کارخانوں کی اپنی قیمت قرض کا عشر عشیر نہیں اس لئے یہ لوگ برضا و رغبت یہ کارخانے حکومت کے حوالہ کریں گے لیکن اس سے مقصد بر آوری مشکل ہے جیسا کہ نواز شریف صاحب نے ایک دفعہ اپنے کچھ ناکام کارخانے حکومت کے حوالہ کر کے اخبارات کے لئے زینت بنے لیکن اس سے قرض کبھی وصول نہیں ہوا۔ اس میں ایک دوسرے مشکل پیدا ہونے کا احتمال ہے کہ ہمارے ملک میں ہزاروں کارخانے بند پڑے ہیں اس سے مزید کارخانے بند ہونے کا احتمال ہے جس سے یہ بحران مزید سنگین ہو جائے گا جس سے بے روزگاری بھی بڑھے گی۔ پھر ہمیں فوج سے یہ بے بنیاد توقعات وابستہ کرنا خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں کہ فوج ڈھنڈا کے زور پر تمام کچھ وصول کرے گی اور کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرے گی آخرکار فوج کوئی افاقی مخلوق نہیں وہ بھی اس معاشرہ کی پیداوار ہے اس معاشرہ میں رہتے ہیں۔ جن لوگوں نے ملکی دولت پر ڈاکہ ڈال کر قومی خیانت کی ہے ان کے ہاتھ لمبے ہیں۔ کیا ان لوگوں کا کوئی بیٹا، بھائی اور بھتیجا یا بھانجا فوج میں کلیدی عہدہ پر فائز نہیں؟ بلکہ ضرور کوئی نمائندہ ہوگا جو فوج میں رہتے ہوئے اپنے لوگوں کے مفادات کا تحفظ کرے گا۔ فوج کے لئے ایک دوسرے مشکل پر قابو پانے مصلحت آمیزی اختیار کرنا مجبوری ہوگی وہ یہ ہے کہ مغربی دنیا خصوصاً امریکہ کے کوئی ایسے مفادات ہمارے ملک سے وابستہ نہیں رہے جن کے لئے وہ فوجی حکومت کو برداشت کرے ضیاء الحق مرحوم کو گیارہ سال کی لمبی مدت محض اس لئے دی گئی تھی کہ روس کے مقابلہ میں جو کام وہ فوجی حکومت سے لینا چاہتا تھا کسی منتخب حکومت سے وہ مشکل تھا لیکن ابھی وہ حالات نہیں رہے اس لئے اندرون ملک اپنی حمایت پیدا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی مصلحت کا راستہ اپنانا فوج کی مجبوری ہے سیاسی جماعتوں کی مخالفت کے لئے تیار ہونا بھی حکومت کے لئے مشکل ہے۔ اس لئے بے رحمانہ احتساب کے یہ نعرے صرف کھوکھلے ہیں اس میں سنجیدگی کا عنصر بہت کم پایا جاتا ہے۔

کمزوریوں اور مصائب کا علاج ان جزوی اصلاحات سے ممکن نہیں بلکہ اس ظالمانہ نظام کے ...تے ہوئے جو قدم بھی اٹھایا جائے خواہ وہ بذات خود کتنا اچھا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس کی ...بی مشکل ہے۔ اس کا واحد علاج یہ ہے کہ اس نظام کو بنیاد سے اکھیڑ کر اس کی جگہ اسلام ...آفاقی نظام کو رائج کیا جائے۔ یہ ہمارے تمام مشکلات کا حل ہے۔ "شریعت بل" جو ...بیوں کی کاروائی میں مظلومیت کے عنوان سے ثبت ہے جس سے آج تک ہر حکومت نے ...ری کی ہے اور یہ حکومت نے مشکل وقت میں پاکستانی قوم کے جذبات قابو کرنے کے لئے ...کا سہارا لیا ہے اس کو کتابوں سے نکال کر اس ملک کی قسمت کا فیصلہ اس نظام سے کیا جائے ...اس میں کامیابی ہوگی۔

...یقین ہے کہ اس سے وقتی مشکلات پیدا ہوں گے کیونکہ دشمنان اسلام کو یہ کبھی گوارا ...ہیں کہ اس ملک میں اسلام کا بول بالا ہو لیکن اس کے دور رس نتائج پیدا ہوں گے۔ ہمیں ...نستان سے سبق سیکھنا چاہیے جو غربت میں اپنی خودداری کو قائم رکھتے ہوئے کسی یہودی ...وں سے بھیک نہیں مانگتے ہیں اور نہ اپنی ملی و مذہبی غیرت کا سودا کرتے ہیں بلکہ امریکہ ...ے عیار و مکار دشمن کے سامنے سینہ تھام کر کھڑے ہیں اور ہر مشکل خندہ پیشانی سے ...شت کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں وہی امن و امان اور وہی غیرت کا احیاء یہاں بھی ممکن ...بشرطیکہ ہم سچے مسلمان بنیں اور اللہ تعالی سے دھوکہ نہ کریں کیونکہ یہ درحقیقت اپنے ...کو دھوکہ میں ڈالنا ہے اگرچہ ہم نہ سمجھیں

والعصر ان الانسان لفی خسر

شمس الرحمٰن عفی عنہ
۹/۸/۱۴۲۰ھ

محاسن القرآن

مفتی غلام الرحمٰن

كيف تكفرون بالله وكنتم امواتا فاحياكم ثم يميتكم ثم يحييكم ثم اليه ترجعون O

ترجمہ:-کیسے تم اللہ تعالیٰ کا انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے پس اس نے تم کو زندہ کیا پھر تم کو موت دیں گے پھر تم کو زندہ کریں گے پھر انہی کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔

محاسن:-اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے تذکرہ کے بعد جب جزاء وسزا کی حقیقت بیان ہوئی اس کا تقاضا تھا کہ کوئی انسان اس دین محمدی کو مانتے ہوئے بغیر نہ رہ سکے لیکن اس کے باوجود کرہ ارض پر بے شمار لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں پھلتے پھولتے ہوئے پھر بھی اپنے رب سے باغی ہیں۔کہیں لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں۔کہیں لوگ حشر ونشر اور اخروی زندگی ماننے کے لئے تیار نہیں اور کہیں لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت نہیں مانتے ہیں قرآن نے ان تمام لوگوں کو "کیف تکفرون باللہ" سے مخاطب کر کے کہا۔تمہارا یہ انکار کبھی نہیں ہونا چاہئے تھا گذشتہ دلائل کی روشنی میں تمہارا کفر یقیناً بے بنیاد ہے آخر کار تم اپنے رب حقیقی اور محسن اعظم سے کیسے انکار کرتے ہو۔اور اس کا فرمان نہیں مانتے ہو حالانکہ تمہاری اپنی حقیقت پر غور کرنے سے یہ راز تم پر کھل سکتا ہے۔بشرطیکہ تم غور کر لو۔اور عقل سے کام لیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان آیات میں عقلی دلائل کا وہ قدیم سلسلہ چلا آرہا ہے جو رکوع کی ابتداء میں "یا ايها الناس اعبدوا ربكم الذى خلقكم الاية سے چلا تھا۔دونوں آیات میں جن شواہد کا تذکرہ ہو رہا ہے یہ انسان کی زندگی کے بنیادی عوامل ہیں ان سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں پہلی آیت میں قرآن نے واضح کیا۔آخر کار تم کیسے کفر کر سکو گے؟ حالانکہ تم بے جان نطفہ کی شکل میں ظرف عدم میں تھے اللہ تعالیٰ نے حسن کاریگری سے تمہاری خلقت کی۔تمہیں خوبصورت بدن میں سجا کر زندگی دی۔پھر ایسا وقت بھی تم پر آنے والا ہے جس میں تمہارا یہ

خوبصورت بدن اپنا کام چھوڑ کر تمہیں موت کا ذائقہ چکھایا جائے گا اور اس کے بعد ایک نئی زندگی تمہیں دی جائے گی اور اس کے بعد تمہیں اپنے منعم حقیقی کے دربار میں دنیوی زندگی کے محاسبہ کے لئے پیش کیا جائے گا۔

آیت میں حیات وممات کا دو دو دفعہ تذکرہ ہوا پہلی دفعہ موت کا اطلاق مجازی ہے کیونکہ نطفہ کو میت کہنا حقیقت کا تقاضا نہیں البتہ دوسری دفعہ انسان کو دنیوی زندگی سے نکال اخروی سعادتوں کی طرف سے واقعی موت ہے۔چونکہ یہ موت اخروی سعادتوں کے لئے زینہ ہے۔موت ہی سے گزر کر قیامت کی نعمتوں سے سرفرازی کا موقعہ ملتا ہے اس لئے موت بھی اللہ تعالیٰ کا ایک ہدیہ اور تحفہ ہے دنیا میں اگرچہ موت سے ڈرنا ایک طبعی امر ہے لیکن اخروی سعادتمندی کے لئے موت کو پیارا سمجھنا عقلی تقاضا ہے۔عام لوگ موت مصیبت سمجھتے ہیں لیکن اولیاء اللہ اور عارفین باللہ موت اپنے لئے عطیہ خداوندی سمجھتے ہیں۔

حیات برزخی ذکر نہ کرنے کی وجہ

ممات وحیات کے دو دفعہ ذکر سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حیات برزخی کا تذکرہ بظاہر نہیں پایا جاتا اس لئے بعض لوگ اس کے منکر ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد قیامت برپا ہونے تک لوگ جزاوسزا سے بے خبر رہیں گے۔لیکن یہ نظریہ قرآن وحدیث کے صریح نصوص سے خلاف ہے۔ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک حیات برزخی کا جو مرحلہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزاوسزا کا نظام قائم ہے اور یہ صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی بھی ہے تاہم عالم برزخ چونکہ اخروی زندگی کا استقبالیہ ہے آنے والی ابدی زندگی اگر جنت قسمت میں ہو تو برزخ جنت کا استقبالیہ ہے ورنہ کفار اور بے دین لوگوں کے لئے جہنم کا استقبالیہ ثابت ہوگا۔اس لئے مستقل حیات کے نام سے اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ چونکہ "استقبالیہ" کوئی مستقل قیام گاہ شمار نہیں ہوتا۔

آیات کے اندازبیان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی موت (عدم) اور دنیوی زندگی

کے درمیان چونکہ فاصلہ نہیں ہوتا ہے اس لئے اس میں "فاء" استعمال ہوا اور دنیوی زندگی کے بعد موت کا آنا یا موت کے بعد حشر و نشر برپا ہونا متحد زمانہ ہے اس لئے اس میں تراخی کے لئے "ثم" کا کلمہ استعمال ہوا یہ بھی ایک توجیہہ کے درجہ میں ممکن ہے کہ پہلی اور دوسری جگہ "ثم" تاخیر زمانی کے لئے ہو لیکن "ثم الیہ ترجعون" میں یہ تاخیر ذکری ہو جس کا مطلب یہ ہوگا "پھر یہ بھی سن لو کہ تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے" اس میں تمہاری کسی رضامندی یا اختیار کا دخل نہیں تم چاہو یا نہ چاہو۔ تمہیں اللہ تعالی کے پاس جانا ہوگا۔ اور حیات مستعار کا حساب کتاب دینا ہوگا۔

کیا خلائی مخلوق کا وجود ہے

یہ خیال کہ انسان اس وسیع و عریض کائنات میں تنہا نہیں ہے۔ اتنا ہی پرانا ہے جتنی خود انسانی تہذیب انسانی شعور نے جب آنکھ کھولی تو سورج چاند ستاروں اور دیگر مظاہر فطرت کو دیکھ کر اس کے دل میں بے اختیار یہ خیال پیدا ہوا کہ یقیناً دوسرے سیاروں پر کوئی نہ کوئی ذی روح کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے لیکن انسان کے ان خیالات کے کئی مظاہر اس وقت سامنے آنا شروع ہوئے جب وہ ذہنی طور پر بالغ ہونا شروع ہوا قدیم انسانی غاروں کی دیواروں پر خلائی مخلوق اور اڑن طشتریوں کی بنی ہوئی تصاویر سے لے کر سقراط کے لیکچرز تک انسانی ذہن محدود وسائل کے باوجود "دور" کی سوچتا تھا لیکن بعد ازاں جب سائنسی اور فنی وسائل میسر آگئے اور انسان نے کرہ ارض سے نکل کر پہلے خلا میں اور پھر چاند پر قدم رکھا تو ہزاروں میں اس کی قدیم ترین خواہش کو مہمیز مل گئی اور انسان نے خلاء میں راکٹوں اور خلائی جہازوں کی یلغار کر دی بے شک مریخ اور چاند کی ابتدائی چھان بین کے بعد وہاں کسی قسم کی زندگی کے آثار دریافت نہیں ہوئے۔ اس کے باوجود امریکہ اور یورپ میں سینکڑوں سائنسی تحقیقاتی ادارے جدید ترین اور محیر العقول الیکٹرانک آلات کی مدد سے خلاء میں موصول ہونے والے ریڈیائی سگنلز پر کان لگا کر بیٹھے ہیں اور سپر کمپیوٹر اس بات کے منتظر ہیں کہ کائنات نے جو کیا اشارہ موصول ہو جائے جو کسی قسم کی خلائی مخلوق کی موجودگی کا پتا دے تو وہ سائنس دانوں کو اس سے مطلع کر کے انسان کی صدیوں پرانی اس خواہش پر مہر تصدیق ثبت کر دیں کہ وہ کائنات میں اکیلا نہیں ہے۔

خلاء میں بھیجی جانے والی "ہبل" نامی دوربین نے اگرچہ کائنات کے دور دراز گوشوں کو بے نقاب کر دیا ہے اور انسان کو پہلی مرتبہ اخفائے بسیط کے ان مقامات کو دیکھنے کا موقع ملا ہے جو اب تک اس کی نگاہوں سے اوجھل تھے تاہم زمین پر بوسٹن سے 50 کلو میٹر

Scanned with CamScanner

شمال مغرب کی طرف ایک جدید ترین رصد گاہ بھی کائنات کے دوسرے سیاروں پر زندگی کا کھوج لگانے میں مصروف ہے خیال کیا جاتا ہے کہ خلائی مخلوق کا سراغ لگانے میں اس سے پہلے اتنی بڑی منظم کوشش نہیں کی گئی تھی یہاں بہت سے کمپیوٹر نصب ہیں جن کا براہ راست رابطہ اس عمارت کے اوپر نصب انٹینا سے ہے جو روز زمین کی محوری گردش کے ساتھ ساتھ یہ خلاء سے آنے والے 1400 اور 1720 میگا ہارس کے درمیان موصول ہونے والے ریڈیائی سگنل اس کو ریکارڈ کرتا ہے روزانہ اسے اتنے سگنل موصول ہوتے ہیں کہ ان کی تعداد کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا تاہم فنی اصطلاح میں ان کی تعداد 2 کروڑ 20 لاکھ میگابائٹ بتائی جاتی ہے یہ اتنا زیادہ میٹریل ہے کہ اس کا تجزیہ کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں اس لئے ان کا تجزیہ کمپیوٹروں کے ذریعے کیا جاتا ہے کمپیوٹروں میں پہلے ہی ایسا پروگرام "فیڈ" کر دیا گیا ہے کہ یہ انتہائی اہم بامعنی اور مفید سگنلز کو خود بخود پکڑ لیں گے اور فوری طور پر سائنس دانوں کو مطلع کریں گے یعنی اگر رات کے پچھلے پہر جبکہ تمام لوگ محو خواب ہوں اس وقت بھی اگر کوئی اہم سگنل موصول ہو تو یہ کمپیوٹر اسی وقت خود مقررہ ایڈریس پر ای میل کر دے گا-امریکا میں ہی نہیں دنیا میں اور بے شمار مقامات پر انتہائی طاقتور دوربینیں اور بہ کمپیوٹر خلاء سے موصول ہونے والے کسی بھی ایسے سگنل کے انتظار میں ہیں جو اپنی اس بات کا ہاکا سا بھی اشارہ دے کہ کائنات میں زندگی موجود ہے-

اگر زمین پر یہ کوششیں ہو رہی ہیں تو سائنس دان خلائی راکٹوں اور جہازوں کے ذریعے بھی خلائی مخلوق کا کھوج لگانے میں مصروف ہیں 1993ء میں امریکہ کے خلائی تحقیقاتی ادارے ناسا نے سیاروں پر زندگی کا کھوج لگانے کے پروگراموں کو محدود کر دیا تھا لیکن اب ایک مرتبہ پھر اس طرف توجہ دی جارہی ہے فی الوقت سب سے زیادہ مریخ پر توجہ دی جا رہی ہے جس کے بارے میں انسان کا صدیوں کے پختہ یقین رہا کہ یہاں کسی زمانے میں زندگی کے آثار پائے جاتے تھے سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ اربوں سال پہلے یہاں پانی موجود تھا اور

ش فشاں پہاڑوں کی وجہ سے گرم تھا پھر جب یہ آتش فشاں لاوا اگلنے لگے تو سب کچھ ختم ہو ب یہاں صرف نشانات باقی رہ گئے ہیں عجیب و غریب ہئیت کی پہاڑی چوٹیاں اب بھی بھی جاسکتی ہیں دہانوں اور گڑھوں کی تعداد بھی بہت ہے زندگی کے بارے میں کہا جاتا ہے یہ وہ آتش فشانوں کے ارد گرد اور سمندروں کی تہہ میں اپنا وجود برقرار رکھی ہے زندگی کے پانی کا وجود انتہائی ضروری بلکہ ناگزیر ہے اور اگر مریخ پر کسی زمانے میں پانی موجود تھا تو ہاں زندگی کا وجود بھی ہونا چاہئے اس کی چٹانوں میں کسی نہ کسی قسم کے زندگی کے آثار وں کی صورت میں ضرور موجود ہوں گے امریکہ نے مریخ پر زندگی کی تلاش کا جو گرام بنایا ہے اس کے مطابق یہاں 2003ء میں ایک مشینی روبوٹ اتارا جائے گا جو اس کی ین اور چٹانوں میں باقاعدہ سوراخ کرے گا اور اس کے نمونے حاصل کریگا اگر ان نمونوں ں کسی قسم کی زندگی کے آثار پائے گئے تو یہ سائنس دانوں کی بہت بڑی پیش رفت ہوگی میں زندگی کا سراغ لگانے والی اب ایک نئی سائنس وجود میں آچکی ہے جسے آسٹروبیالوجی جاتا ہے

انسان نے 30 سال قبل چاند پر قدم رکھے تھے اور حال ہی میں اس فتح کی سالگرہ بھی ئی گئی گزشتہ 30 برس سے امریکی سائنس دانوں نے خلاء کی چھان بین کیلئے کوئی خاص پیش ت نہیں کی لیکن سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ فی الوقت جو دو خلائی پروگرام زیر تکمیل ہیں ں اہمیت اور نوعیت کے اعتبار سے اپالو پروگراموں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے- جس کے ت انسان نے چاند پر قدم رکھا تھا ان میں ایک پروگرام مستقل خلائی اسٹیشن کا قیام ہے جس تحت خلاء بازوں کو یہ سہولت حاصل ہوگی کہ اب وہ جو سائنسی تجربات محدود خلائی شٹل کرتے ہیں وہ بڑے خلائی اسٹیشن میں کر سکیں گے لیکن دوسرا پروگرام جس پر خلائی اسٹیشن مقابلے میں دسویں حصے سے بھی کم لاگت آئی ہے وہ مریخ سے چٹانوں کے نمونے حاصل کے انہیں زمین پر واپس لانا ہے- یہ پروگرام برسوں تک جاری رہے گا اور اس میں درجنوں

گاڑیاں اور روبوٹ شامل ہوں گے پروگرام کے تحت 2003ء میں ایک روبوٹ کو مریخ کی سطح پر اتارا جائے گا۔ مریخ کی ایسی جگہ کا انتخاب کیا گیا ہے جس کے بارے میں سائنس دانوں کو یقین ہے کہ یہاں زندگی کا امکان ہو سکتا ہے مشینی روبوٹ ڈرلنگ کے ذریعے نمونے حاصل کر کے انہیں ایک چھوٹے راکٹ میں لاد دے گا۔ یہ راکٹ اڑ کر مریخ کے مدار میں پہنچے گا جہاں ان نمونوں کو لینے کے لئے ایک دوسرا خلائی جہاز آئے گا نمونے لینے کے بعد یہ خلائی جہاز زمین کی طرف رخ کرے گا مریخ کے یہ نمونے جو کہ ایک کیپسول میں بند ہوں گے 2008ء میں امریکہ کی حدود میں گریں گے۔ آئندہ 30 برس کے خلائی پروگرام میں انسان کی سب سے بڑی فتح ہوگی مریخ پر جب پہلی بار انسان کے بغیر خلائی جہاز اترا اور اسے تحقیقات پیدا تو انسان کو بے حد مایوسی ہوئی یہی وجہ ہے کہ 1976ء سے 1996ء کے درمیان کوئی اور خلائی جہاز یہاں نہ اترا لیکن 1996ء میں ناسا نے ایک بار پھر اس طرف توجہ دینا شروع کی اور اس بار فیصلہ یہ ہوا کہ ہر دو سال کے بعد ارزاں قسم کے دو خلائی جہاز بھیجے جائیں جو وہاں کی سرزمین کا تفصیلی سروے کریں پروگرام کے تحت اس سال ایک چھوٹا خلائی جہاز مریخ کے قطب جنوبی پر اترے گا دوسرا جہاز مریخ کے مدار میں گردش کر کے یہاں کی آب و ہوا کا جائزہ لے گا اور باسکٹ بال کی سائز کے دو چھوٹے گیند نما پروب 400 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سطح پر پھینک کر یہ جائزہ لے گا کہ اس کے اندر کیا ہے بعد کے منصوبوں میں مریخ کی چٹانیں حاصل کر کے زمین پر لانا ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے ایک اور مشن کے تحت ایک جہاز مریخ کے آسمانوں میں پرواز کرے گا امریکہ کے علاوہ جاپان اور فرانس نے بھی کائنات کی چھان بین کے پروگرام مرتب کئے ہیں۔

سائنس دانوں کے خیال میں ان تمام منصوبوں کا مقصد صرف مریخ اور دوسرے سیاروں کا جائزہ لے کر زمین چھوڑ دینا نہیں بلکہ ان پر مسلسل ریسرچ کرنا ہے زمین کے علاوہ سے آگے یہ انسان کی پہلی مستقل موجودگی ہے سائنس دانوں کی کوشش ہے کہ مریخ

گئے روبوٹ اور اہل زمین کے درمیان مستقل رابطہ قائم ہو جائے تاکہ وہاں کے ... کا پتہ چلتا ہے امریکہ کے خلائی تحقیقاتی ادارے ناسا کے سائنس ڈائریکٹر کارل پلیر کا کہنا ہے کہ مریخ کو کسی زمانے میں بنجر بیابان اور مردہ تصور کیا جاتا تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے اب معلوم ہو رہا ہے کہ یہ ہر لحاظ سے کرۂ ارض کی طرح ہے اس کے بعض آتش فشاں پہاڑ تو نوجوان ہیں کہ یہ اب بھی لاوا اگلتے ہیں زمین کی طرح اس کی سطح پر بھی کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں اب یہاں کی فضا سب سرد اور پانی نایاب ہے ہوا بھی نہیں ہے لیکن [illegible] میں ایسی صورت حال نہیں تھی یہ بات طے ہے کہ یہاں کسی زمانے میں پانی موجود تھا اور دریاؤں تک رواں تھا یہاں برفانی تودوں کے آثار بھی ملے ہیں جو ظاہر ہے کہ برف باری کے نتیجے میں وجود میں آئے ہوں گے مریخ کے شمال میں سمندروں کے ثبوت ملے ہیں یہ علاقہ بہت [illegible] ہے حالیہ منصوبے کے تحت مریخ کے قطبین پر برف کی مقدار کا جائزہ لیا جائے گا سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اب برف پوش چوٹیوں کی تہہ میں آج بھی پانی کی کافی مقدار موجود ہے ایک خیال یہ بھی ہے کہ اس برف کی گہرائیوں میں کہیں نہ کہیں آج بھی زندگی کے آثار ہیں یا یہ ممکن ہے زندگی صحیح سلامت موجود ہو۔

نظام شمسی میں زندگی کی تلاش کے مشن میں سائنس دانوں کا دوسرا ہدف [illegible] جیوپیٹر کا ایک چاند ہے جس کے بارے میں ابھی چند سال پہلے یہ علم ہوا ہے کہ یہاں [illegible] کے امکانات کی وجہ سے زندگی کے بہت زیادہ امکانات پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ نظام شمسی میں اور کئی چھوٹے اور طفیلی سیاروں پر سائنس دانوں نے اپنی توجہ مرکوز کی ہے تاہم ان کا کہنا ہے کہ صرف نظام شمسی کے یہ سیارے ہی ہماری امیدوں کا مرکز نہیں ہیں بلکہ انہوں نے گزشتہ چار سال کے دوران دوسرے بہت سے ستاروں کے گرد گردش کرنے والے چھوٹے سیاروں پر زندگی کے لئے سازگار فضا تلاش کی ہے دلچسپ بات یہ ہے کہ [illegible] زمین سے ملتے جلتے ہیں اور ان کا حجم بھی زمین جتنا ہے آئندہ 30 برس میں سائنس دانوں کی

کوشش یہ ہوگی کہ وہ طاقتور دوربینوں کے ذریعے ان سیاروں پر پانی کا سراغ لگائیں جس سیارے پر بھی پانی کی موجودگی کا پتہ چل گیا وہاں زندگی کا پایا جانا ناگزیر ہے یہاں یہ بات جاننا دلچسپی سے خالی نہیں کہ ستارے جس قدر روشن ہوتے ہیں ان کے گرد گردش کرنے والے سیارے ان سے 10 لاکھ مرتبہ کم روشن ہوتے ہیں۔

امریکا اور یورپ کے سائنس دان اب دوسرے سیاروں پر زندگی کی تلاش کے مشن میں متحد ہو گئے ہیں چنانچہ 2010ء میں خلاء میں مزید ایسے سیارے چھوڑے جائیں گئے جن کا مقصد صرف اور صرف زندگی کی تلاش ہو گا ان خلائی جہازوں پر انتہائی طاقتور انفراریڈ دوربین نصب ہوں گی فی الوقت یہ جہاز تکمیل کے مراحل طے کر رہے ہیں ان دوربینوں میں ایسے آلات نصب ہیں جو ان سیاروں کی سطح تجزیہ کر کے رپورٹ مرتب کریں گے یہ دوربین ایسے نئے سیارے بھی دریافت کریں گی جو ابھی تک انسانوں او جھل ہیں خلائی جہازوں کے خصوصی آلات آبی بخارات کاربن ڈائی آکسائیڈ میتھین اوزون اور اس قسم کی دوسری کیمیادی گیسوں کا تجزیہ کریں گے۔

ان تمام تر کوششوں کے باوجود انسانی ذہن میں ایک بار پھر یہ سوال مچلتا ہے کہ کیا دوسرے سیاروں پر زندگی پائی جاتی ہے سائنس دان فی الحال اس کے بارے میں پر امید نہیں ہیں کرہ ارض پر زندگی فطرت کا ایک ایسا تحفہ ہے جو انسانی معلومات کے مطابق کسی اور سیارے کو حاصل نہیں ہوا کرہ ارض پر زندگی 3.8 ملین سال پہلے شروع ہوئی تھی اور خیال ہے کہ دوسرے سیاروں پر ایسی مثال کم ہی ملتی ہے البتہ اگر مریخ پر زندگی کے آثار مل گئے تو پھر دوسرے سیاروں پر بھی اس کی موجودگی کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔ اگر سائنس دانوں کی یہ تھیوری تسلیم کر لی جائے کہ زمانہ قدیم میں شہاب ثاقب ایک سیارے سے دوسرے سیارے پر گرتے رہتے تھے تو پھر اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ زمین کا کوئی زندہ جرثومہ ان شہابیوں کے ساتھ مریخ پر جا گرا ہو اور اب بھی وہاں موجود ہو بہر حال یہ قیاس

دار الافتاء

مفتی غلام الرحمن

چھٹیوں کی تنخواہ کا استحقاق

سوال:- ہفتہ وار چھٹیوں کے علاوہ مدارس عربیہ میں شعبان اور رمضان کی لمبی چھٹیاں ہوتی ہیں کیا ایک مدرس کے لئے ان ایام میں عمل نہ ہونے کے باوجود چھٹیوں کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ ایسا ہی اگر ایک مدرس آئندہ سال کے لئے مدرسہ میں معاہدہ کرنے سے قاصر ہو تو کیا اس صورت میں تنخواہ کا حقدار ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا

مولانا رحیم اللہ درانی راولپنڈی

الجواب وباللہ التوفیق

چھٹیاں خواہ ہفتہ وار ہوں یا سالانہ، یہ بنیادی طور پر ایام عمل کے تابع ہوتی ہیں کیونکہ ان میں مدرسین یا دوسرے ملازمین نجی کام نمٹا لیتے ہیں ذاتی معاملات سے بے فکر ہو کر ایام عمل میں جانے کے لئے ذہنی سکون اور قلبی اطمینان پیدا ہوتا ہے ایسی یکسوئی میں جو خدمت مدرس سرانجام دیتا ہے وہ مصروفیت کے وقت مشکل ہے اس لئے یہ ایام بھی حکماً ایسے شمار ہوتے ہیں جیسا کہ ان میں بھی مدرس نے پڑھائی کے لئے تیاری کی ہے یہی وجہ ہے کہ موجودہ وقت میں ہفتہ وار چھٹی ملازمین کا ذاتی حق شمار ہوتا ہے جہاں کہیں مستقل ملازمین کو یہ چھٹی نہیں دی جاتی ہو وہ انسانی حقوق پائے مال کرنے کے مترادف ہے جو جرم ہے۔ مدارس عربیہ عموماً ہفتہ وار یا سالانہ چھٹیوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ شاذ و نادر ایسے مدارس ہوتے ہیں جو چھٹیوں کا اہتمام نہ کر کے مسلسل پڑھائی میں مصروف ہوں تمام مدارس کا یہ اتفاق ایک عرف ہے جو اس کی صحت اور تنخواہ کے استحقاق کے لئے کافی دلیل ہے۔ علامہ ابن نجیم (م ۹۷۰ ھ)

ططط۹

فرماتے ہیں۔

"القاضي يستحق الكفاية من بيت المال في يوم البطالة في الأصح، واختاره في "منظومه ابن وهبان" وقال انه الأظهر فينبغي أن يكون في المدارس لأن يوم البطالة للاستراحة وفي الحقيقه يكون للمطالعة والتحرير عند ذي الهمة ولكن تعارف الفقهاء في زماننا بطالة طويلة أدت إلى أن صار الغالب البطالة، وأيام التدريس قليلة (الاشباه والنظائر ۲۷۳)

ترجمہ:۔ قاضی چھٹیوں میں بیت المال سے اپنے اخراجات کا حقدار ہے۔ منظومہ ابن وہبان میں اس کو اختیار کیا گیا ہے اور آپ نے کہا کہ یہی ظاہر ہے پس چاہیے کہ مدارس میں بھی یہ ہو کیونکہ چھٹی عموماً آرام کے لئے ہوتی ہے جو در حقیقت محنت کرنے والوں کے لئے مطالعہ کا شرعی موقعہ ہوتا ہے لیکن ہمارے دور میں فقہاء نے جب لمبی چھٹیوں کی اجازت دی تو اس کے نتیجہ کام کرنے کی نسبت سے چھٹیوں کا پلڑہ غالب رہا

مدارس میں چھٹیوں کے استحقاق اس وجہ سے بھی ممکن ہے جو مدرس کی ادارے سے معاہدہ کرتا ہے تو ضمنی طور پر دونوں اس کے لئے تیار ہوتے ہیں کہ دوران سال ہفتہ وار اور سالانہ چھٹیاں ہوں گے اس لئے ہم چھٹیاں معاہدہ میں داخل ہیں علامہ ابن نجیم ایسی صورت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ومنها البطالة في المدارس كأيام الأعياد ويوم عاشوراء وشهر رمضان في درس الفقه لم أرها صريحة في كلامهم والمسألة على وجهين فان كانت مشروطة لم يسقط من المعلوم شئ، والا فينبغي أن يلحق ببطالة القاضي (ايضاً ج ۱ / ۲۷۳)

ترجمہ:۔(عادت کی بناء پر جو حکم جاری ہوتا ہے) ان میں سے ایک صورت مدارس کی چھٹیاں

ہیں جیسا کہ عید اور رمضان کے موقعہ پر ہیں اگرچہ اکابرین کی کتابوں میں کوئی تصریح نہیں ملی لیکن اس کی دو صورتیں ہیں اگر مشروط نہ ہو تو پھر چھٹی کی وجہ سے مقررہ معاوضہ میں کمی نہیں ہوگی اور اگر مشروط نہ ہو تو پھر قاضی کی چھٹیوں کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

رہا یہ مسئلہ کہ رمضان و شعبان کی چھٹیاں کیا گزرے ہوئے ایام کے تابع ہیں یا آئندہ دنوں کے لئے تیاری کا موقعہ شمار ہوتا ہے اس کے بارے میں کوئی صریح جزئیہ نظر سے نہیں گزرا لیکن ہو سکتا ہے اس میں متعلقہ ادارہ کے دستور پر عمل ہو جاتا ہے۔ اگر مدارس میں یہ اصول ہو تا ہے کہ جو مدرس ایام ماضیہ کی طرح آئندہ سال بھی ادارہ سے منسلک ہو۔ تو اس کو دونوں مہینوں کی تنخواہ دی جاتی ہے۔ اور جو مدرس آئندہ وقت میں معاہدہ جاری نہیں رکھتا ہو اگر مدرس اپنی مرضی سے جاتا ہو تو پھر اس کو رمضان کی تنخواہ نہیں دی جاتی البتہ اگر مدرسہ والے اس کو خارج کرتے ہوں تو پھر اس کو دونوں مہینوں کی تنخواہ دی جاتی ہے۔ اگر ایسے معاملات میں اپنا دستور نہ ہو تو پھر کسی بڑے مدرسہ کی طرف مراجعہ کرنا مناسب رہے گا تاہم مدارس نے اگرچہ یہ ایک قانون بنا رکھا ہے لیکن اس میں منصفانہ پہلو کم نظر آتا ہے کیونکہ جو مدرس کسی اور سے مدرسہ جاتا ہو اور اس کی تقرری شوال سے ہو تو اس کو گذشتہ رمضان کی تنخواہ نہیں دی جاتی یوں جگہ کی تبدیلی سے بے چارے مدرس کو ایک ماہ کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اگر چھٹیاں ایام عمل کے تابع قرار دی جائیں تو پھر سال بھر پڑھانے والے مدرس کو دو مہینوں کی تنخواہ دینی چاہیے اگرچہ وہ آئندہ سال کے لئے اس ادارہ کا مدرس نہ ہو۔ بہر حال ادارہ کے منظور شدہ قانون کی پابندی چونکہ معاہدہ کا جزء ہے اس لئے ایسے احکام میں دستور معاہدہ کی رعایت رکھنا زیادہ مناسب ہے۔

امام کی چھٹیاں

سوال:۔ مساجد میں ائمہ حضرات کی ذمہ داری چونکہ دائمی ہوتی ہے اور نماز ایسی عبادت ہے کہ اس میں چھٹی نہیں ہوتی کیا ائمہ حضرات چھٹی کے مستحق ہیں یا نہیں؟

الجواب وبالله التوفيق

اگرچہ نماز سے چھٹی نہیں ہوتی اور مرتے دم تک انسان نماز پڑھنے پر مکلف ہے لیکن امام منصب امامت سے وابستہ رہ کر اپنے آپ کو عوام کو جماعت پڑھانے تک محبوس رکھتا ہے۔ فقہاء کرام نے ضرورت کی بناء پر امامت پر اجرت لینے کی اجازت دی ہے اس لئے امام کا حکم امامت کے مسئلہ میں دیگر ملازمین کا ہے۔ اس میں امام ہفتہ وار یا ماہانہ چھٹی کا حق محفوظ رکھتا ہے۔ "الاشباہ والنظائر" میں ہے

أن الامام للمسجد يسامح في كل شهر أسبوعا اللاستراحة اولزيارة أهله

(ج ۱ / ۲۷۳)

ترجمہ:- مسجد کے امام کے لئے مہینہ یا ہفتہ میں آرام یا رشتہ داروں کی ملاقات کیلئے چھٹی کرنا جائز ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۶

آزمائیاں ہیں سائنس دانوں کو آج بھی علم نہیں کہ کائنات کے کس سیارے پر سب سے پہلے زندگی کا آغاز ہوا اور کس سیارے پر آج بھی زندگی موجود ہے۔

البتہ آئندہ دس پندرہ برس میں مریخ پر جانے والے خلائی مشن انسان کے اس قدیم ترین سوال کا جواب دینے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

بظاہر مایوس کن حالات کے باوجود سائنس دان پرامید ہیں خاص طور پر چند برس پہلے جیوپٹر کے تین نئے چاند دریافت ہونے پر سائنس دانوں نے خوشیاں منائیں۔ ناسا کے ایک خلائی سائنس دان کا کہنا ہے کہ ہماری کہکشاں میں 100 ملین ستارے ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ ان ستاروں کے گرد گردش کرنے والے بعض سیاروں میں زندگی بالکل ناپید ہو۔

(بشکریہ سنڈے میگزین)

انتخابات کا موجودہ طریق کار اور اسلام

پروفیسر مطیع اللہ گورنمنٹ کالج تخت بھائی

مقالہ نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں ہے

[امت] مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک امیر مقرر کرنا دین کے ضروری امور میں سے [ایک] ضروری امر ہے۔ قرآن مجید سے لے کر آج تک کسی قابل ذکر گروہ نے اس کی مخالفت [نہیں] کی اور اس کی مخالفت کس طرح کی جائے گی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات [خود نص]ب امیر کے متعلق حکم دیا ہے اور فرمایا ہے جب تم میں سے تین آدمی کسی سفر پر روانہ [ہوں] تو اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔ نصب امیر کے متعلق علامہ ابن حزم ظاہری فرماتے [ہیں]۔

[اتفق] جميع أهل السنة و جميع المرجئة و جميع المعتزلة و جميع الشيعة و [جميع] الخوارج على وجوب الإمامة ' وأن الأمة فرض واجب عليها الانقياد [لإم]ام عادل يقيم فيها أحكام الله ويسوسهم بأحكام الشريعة التى أتى بها [رس]ول الله صلى الله عليه وسلم حاشا النجدات من الخوارج فانهم قالوا لا [يلزم] الناس فرض الإمامة وانما عليهم أن يتعاطوا الحق بينهم وهذه فرقة [ما ن]رى بقى منها أحد وهم المنسوبون الى نجدة ابن الحنفى القائم باليمامة

[ا]س عبارت کا مطلب یہ ہے کہ تمام اہل سنت' تمام مرجئہ' تمام معتزلہ' تمام شیعہ اور [خ]وارج کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک امیر کی تقرری لازمی بات ہے [جو] مسلمانوں میں احکامات شرعیہ نافذ کریں۔ البتہ خوارج میں سے ایک چھوٹا سا گروہ امام [کی تق]رری کو لازم نہیں سمجھتا لیکن آج کل یہ گروہ ناپید ہونے کے برابر ہے۔

امیر کی تقرری کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام نے حضورؐ کی تدفین کو اس وقت تک مؤخر کر دیا جب تک انہوں نے اپنے لئے ایک امیر کا انتخاب نہیں کیا نمبر 3۔ حالانکہ متعدد روایات میں میت کو جلد دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے ایک روایت میں حضورؐ فرماتے ہیں۔ اسرعوا بالجنازة فان تك صالحة فخير تقدمونها وان يك سوى ذلك فشر تضعونه عن رقابكم نمبر 4

مذکورہ بالا تصریحات سے اس بات کی وضاحت ہو چکی کہ ایک امام اور امیر کو مقرر کرنا واجبات دین میں سے ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ہر کس و ناکس کو امیر نہیں بنایا جائے گا۔ ہمارے ملک کا یہ ایک عجیب دستور ہے کہ یہاں پر معمولی معمولی عہدوں کے لئے جب امیدوار بھرتی کر لئے جاتے ہیں تو ان سے مختلف قسم کے ٹیسٹ لئے جاتے ہیں۔ ٹیسٹ میں کامیاب ہونے کے بعد شارٹ لسٹڈ امیدواروں سے انٹرویو لیا جاتا ہے اس طرح کانٹ چھانٹ کے ایک طویل مرحلے کے بعد امیدوار کا انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے۔ لیکن جب پارلیمنٹ جیسے اہم ادارے کے لئے کسی کو منتخب کیا جاتا ہے تو امیدوار کے لئے کسی خاص قسم کی قابلیت کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ قارئین شاید میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ پاکستان میں سب سے زیادہ آسان کام کسی پارلیمنٹ کا رکن بننا ہے اگر ٹھیک آپ کروڑوں روپیہ کے مالک ہوں چند بڑی بڑی گاڑیاں آپ کی ملکیت میں ہوں اور آپ کا حلقہ احباب وسیع ہو۔ اس کے علاوہ مغربی نظام جمہوریت نے بھی ہمارے انتخابی نظام کو اندر سے بالکل کھوکھلا کر دیا ہے جس کی موجودگی میں باکردار اور نیک لوگوں کی کامیابی کی امید بالکل نہیں ہے علامہ اقبال نے اسی نظام کے متعلق کہا تھا۔

ہے وہی ساز کہن مغرب کا جمہوری نظام جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ 1973ء کے آئین میں پارلیمنٹ کا رکن بننے کے لئے چند شرائط کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً دفعہ 62 میں لکھا ہے۔

...شخص پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہونے یا چنے جانے کا اہل نہیں ہوگا۔

...اگر وہ اچھے کردار کا حامل نہ ہو اور عام طور پر احکام اسلام سے انحراف میں مشہور ہو

...وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم نہ رکھتا ہو اور اسلام کے مقرر کردہ فرائض کا پابند نیز

...کبیرہ گناہوں سے مجتنب نہ ہو

...وہ سمجھدار، پارسا نہ ہو اور فاسق ہو اور ایماندار اور امین نہ رہا ہو

...کسی اخلاقی پستی میں ملوث ہونے یا جھوٹی گواہی دینے کے جرم میں سزا یافتہ ہو

...اس نے قیام پاکستان کے بعد ملک کی سالمیت کے خلاف کام کیا ہو یا نظریہ پاکستان کی مخالفت کی ہو۔ نمبر 5

مندرجہ بالا دفعات کے تناظر میں اگر ہم اپنے اراکین پارلیمنٹ کا جائزہ لیں تو اس میں ... ہیں جو بینکوں کے کروڑوں روپیہ کے نادہندہ ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جن کی ... شہرت اچھی نہیں ہیں۔ بے شک ان میں بعض اچھے لوگ بھی شامل ہیں مگر ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے گزشتہ انتخابات کے موقع پر جب بعض مذہبی جماعتوں نے اس وقت کی نگران حکومت سے مطالبہ کیا کہ امیدواروں کے لئے دفعہ 62 کی پابندی کو لازمی قرار دیا جائے تو اس وقت کے صدر نے یہ کہہ کر ان کے مطالبے کو مسترد کر دیا کہ اس دفعہ پر عمل ممکن نہیں ہے گویا "عذر گناہ بدتر از گناہ" اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آئین میں بعض ایسی باتوں کو شامل کیا گیا ہے جو عمل کرنے کے لئے نہیں صرف کاغذ کا پیٹ بھرنے کے لئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے نظام انتخاب میں ہر کس و ناکس امیر نہیں بن سکتا۔ صدارت اور وزارت تو بڑے انتظامی عہدے ہیں۔ ایک اسلامی ریاست میں عام عہدوں پر بھی غیر مسلموں کا تقرر نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عمر فاروقؓ سے کہا کہ میرا ایک کلرک نصرانی ہے۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر غصہ ہو گئے اور انہوں نے فرمایا تم ان غیر مسلموں کو اپنے قریب مت کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے

دور کر دیا ہے۔ ان کو امین مت سمجھو جب کہ اللہ تعالی نے ان کو خائن قرار دیا ہے۔ تم ان کو عزت مند بناؤ جبکہ اللہ تعالی نے ان کو ذلیل کیا ہے۔ نمبر 6

یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ اسلام کے نظام انتخاب میں کوئی کسی منصب کے لئے امیدوار بھی نہیں بن سکتا ایک روایت مین ہے کہ ایک دفعہ ابوذر غفاریؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عہدے کی خواہش ظاہر کی۔ حضور نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے ابوذر! تم کمزور ہو اور یہ حکومت کی ذمہ داری بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ قیامت کے دن یہ ذمہ داری ایک انسان کے لئے ذلت و پریشانی کا باعث بنے گی۔ مگر جس انسان نے اس کا حق ادا کیا اور ان ذمہ داریوں کو ادا کیا جو اس پر لازم ہیں۔ نمبر 7

موجودہ دور مین یہ ایک مجبوری ہے کہ اگر نیک لوگ سیاسی میدان میں نہ آئیں تو نااہل اور فاسق لوگوں کے لئے میدان خالی رہ جائے گا اور ملک کی تمام مشنری پر نااہل لوگوں کا قبضہ ہو جائے گا اسی مجبوری کے ماتحت بعض نیک لوگ انتخابی عمل میں شریک ہوتے ہیں۔

احادیث میں مسلمان سربراہ کو ظل الہی سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کو خدا کی رحمت کہا گیا ہے ایک روایت میں ہے۔ عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا مررت ببلدة ليس فيها سلطان فلا تدخلها انما السلطان ظل الله فى الارض و رمحه فى الارض نمبر 8

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک مسلمان حاکم اپنے تمام ذمہ داریوں کو اس وقت بطریقہ احسن انجام دے سکتا ہے جب رعایا اس کے ساتھ تعاون کرتی ہو اور اس کے احکامات کو ماننے والی ہو یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے اللہ کی اطاعت کرو' اللہ کے رسول کی اطلاعت کرو اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں صاحب حکم واختیار ہوں نمبر 9

اسی طرح ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

طاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ومن اطاع امیری فقد عصی من عصی امیری فقد عصانی نمبر 10

مسلمان حاکم میں مندرجہ ذیل صفات کا ہونا ضروری ہے۔

اسلام کے بعد ایک امیر کے لئے سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ وہ بالغ ہو کیونکہ بالغ ہونے بعد ایک انسان کی عقل کامل ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتے ہے۔ نوں کو ان کے اموال حوالہ مت کرو جس کے ذریعے تم اپنی زندگی گزارتے ہو البتہ ان راک اور پوشاک کا انتظام تم ان کے لئے کرو نمبر 11۔ جب ایک نادان کو اپنے اموال نہیں کئے جاسکتے تو خلافت کی ذمہ داری کس طرح ان کے حوالے کی جائے گی؟

طرح ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ اسی طرح معصوم ے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ اور سونے والے سے پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے نمبر 12

امارت کے لئے دوسری بڑی شرط آزادی ہے ایک غلام اپنی ذات کا مالک نہیں ہے تو وہ انوں کے معاملات کو کس طرح سنبھالے گا؟

شنقیطی فرماتے ہیں کہ غلام کس طرح امیر نہیں بن سکتا اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے 13

مسلمانوں کے امیر بننے کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ امیر آدمی ہوگا۔ قرآن کریم میں دکی برتری عورت پر ثابت کی گئی ہے جیسا کہ ایک آیت میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔ جال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من والهم نمبر 14 اسی طرح ایک روایت میں عورت کی امارت کے متعلق حضور کے یہ الفاظ ۔

لن يفلح قوم ولوا امرهم امراة نمبر15

عورت بے چاری ایک کمزور مخلوق ہے۔ خلافت اور حکومت کی بڑی بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے کندھوں پر بھاری ذمہ داریاں نہ ڈالی جائیں۔

(۴) امارت کے لئے چوتھی شرط علم ہے قرآن کریم میں طالوت کے معاملہ میں اس شرط کی وضاحت کی گئی ہے جب اس وقت کے پیغمبر نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے تو قوم نے اس کی بادشاہت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہمارا بادشاہ کس طرح ہو سکتا ہے جب اس کے پاس مال و دولت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ حکومت کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک علم ہے اور دوسری اچھی صحت ہے اور یہ دونوں صفتیں طالوت میں موجود ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

قال ان الله اصطفاه عليكم و زاده بسطة فى العلم والجسم نمبر16

یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ حکومت کی ذمہ داریاں ادا کرنا ایک نہایت مشقت طلب کام ہے اور جسمانی لحاظ سے ایک نحیف و کمزور جسم والا اس ذمہ داری کو ادا نہیں کر سکتا۔ صحیح مسلم میں ایک روایت ہے۔ عن ابی ھریرہؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن القوى خير وأحب الى الله من المؤمن الضعيف وفى كل خير نمبر17

حافظ ابن تیمیہ نے السیاسۃ الشرعیۃ میں لکھا ہے کہ کسی گورنر نے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا کہ میں ایک فوجی عہدہ کسی شخص کے سپرد کرنا چاہتا ہوں دو آدمی میری نظر میں ہیں ایک نہایت قوی اور فنون حرب سے واقف ہے مگر متقی اور پارسا نہیں ہے جبکہ دوسرا آدمی نہایت متقی اور پارسا ہے مگر فنون حرب سے واقف نہیں آپ مجھے رائے دیں کہ ان دونوں میں سے کس کو یہ منصب سپرد کروں؟ امام احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ قوی کی قوت مسلمانوں کے کام آئے گی اور اس کے برے اعمال کی خرابی اس کی ذات کو پہنچے گی۔ اس طرح متقی کا تقویٰ اس کی ذات کے لئے تو بہتر ہو گا لیکن اس کے ضعف یا ناواقفیت کی وجہ سے جو نقصان ہو گا وہ

سب مسلمانوں کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اس لئے تم اس عہدے کے لئے قوی غیر متقی کا انتخاب کرو۔ نمبر18

امارت کے لئے پانچویں شرط یہ ہے کہ امیر ایک صاحب فراست آدمی ہو اور اس کو اپنی رعیت کی مشکلات اور ضروریات کا علم ہو علامہ ماوردی اس شرط کے متعلق لکھتے ہیں۔

الرأى المفضى إلى سياسة الرعية وتدبير المصالح نمبر19

امارت کیلئے چھٹی شرط قریشی ہونا ہے اس شرط کے متعلق مختصر اعرض یہ ہے کہ یہ شرط ترجیح کے لئے ہے یعنی اگر خلافت کے لئے دو امیدوار ہوں اور دونوں میں امارت کے لئے مطلوبہ صفات موجود ہوں تو قریشی کو ترجیح دی جائے گی لیکن صرف قرشیت کو امارت کے لئے معیار نہیں بنایا جا سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو حسب و نسب کی وجہ سے کسی کی برتری کا قائل نہیں اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مشہور خطبہ زبان زد خاص و عام ہے جو انہوں نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا۔

خبردار! عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں ہے اور نہ عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل ہے۔ نہ گورے کو کالے پر برتری حاصل ہے اور نہ کالے کو گورے پر فضیلت حاصل ہے۔ اگر کسی کو کچھ فضیلت حاصل ہے تو وہ تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ بے شک تم سب میں خدا کے ہاں معزز وہ ہے جو تم سب میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ نمبر20

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض روایات سے خلیفہ کے لئے قریشی النسب ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

إن هذا الامر فى قريش لا يعاديم أحد إلا كبه الله على وجهه ما أقاموا الدين نمبر21۔ لیکن اگر اس شرط کے بارے میں تمام روایات کا بغور جائزہ لیا جائے اور شریعت اسلامی کے عمومی مزاج کو دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس وقت عرب میں تمام

لوگ قریش کو احترام کی نظروں سے دیکھتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ قریش کے کسی امیدوار کی مخالفت کرے اس لئے امت کو انتشار سے بچانے کے لئے اس شرط کو مقرر کیا گیا۔ اس رائے کی تائید حضرت ابوبکرؓ کے ان کلمات سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں فرمائے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا۔

أما بعد ! فما ذكرتم من خير فأنتم أهله' ولن تعرف العرب هذا الامر الا لهذا الحي من قريش وهم اوسط العرب نسبا و دارا نمبر22

حضرت ابوبکرؓ نے انصار سے فرمایا کہ تم نے اپنے متعلق جس بھلائی کا ذکر کیا ہے تم اس کے اہل ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمام عرب سوائے قریش کے اور کسی کی خلافت کو تسلیم نہیں کریں گے جو تمام عرب میں نسب اور جائے رہائش کے اعتبار سے بہتر ہیں۔

خلافت کے لئے قرشیت کی شرط کے متعلق علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

"ہر شرعی حکم کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ کسی خاص مقصد پر مبنی ہو۔ ہم جب خلافت کے لئے قرشیت کی شرط پر بحث کرتے ہیں تو ہم اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ اس شرط کا مقصد صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہیں گو کہ یہ رشتہ داری حقیقت میں موجود ہے اس لئے ہمیں اس شرط کی کوئی دوسری حکمت تلاش کرنی پڑے گی اور یہ حکمت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ قریش عصبیت کے لحاظ سے ممتاز تھے اور ان میں مرکزیت قائم کرنے کی صلاحیت موجود تھی۔ اس لئے عرب کو انتشار سے بچانے کے لئے قرشیت کو شرط بنایا گیا نمبر 23

مطلب یہ کہ قرشیت کی شرط صرف اس وجہ سے نہیں تھی کہ یہ نبی کریمؐ کا خاندان ہے۔ اس تعلق سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اگر گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو قرشیت کو شرط لگانے کا سبب وہ خاندانی عصبیت ہے جس کی وجہ سے قریش کو تمام عرب کی حمایت حاصل ہوتی اور اس طرح سے اختلاف اور انتشار سے بچا جا سکتا تھا۔

نا محمد اسحاق سندیلوی اس شرط کے متعلق اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں۔

ہرین اس حدیث کا یہ مفہوم لینا کہ خلافت ہمیشہ قریش ہی کے لئے مخصوص رہے گی ر قریشی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اسلامی منہاج کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ اسلام کا تو مقصد م آتا ہے کہ قبائلی' خاندانی' وطنی' قومی' ملکی اور طبقاتی حکومتوں کو صفحہ ہستی سے مٹادے ں خصوصیات باطلہ کو فنا کرے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ خود منصب خلافت کو ایک قبیلہ ساتھ مخصوص کرے۔" نمبر 24

یک حقیقت ہے کہ اسلام ایک کامل اور فطری دستور حیات کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے کے ذریعے دنیا کے لئے نازل فرمایا۔ ایک مکمل نظام ہونے کے باوجود اسلام نے بعض ل میں کوئی دو ٹوک فیصلہ نہیں دیا بلکہ ان مسائل کو زمانے اور حالات کے تقاضوں سے ان حل کرنے کا حکم دیا۔ جن مسائل میں اسلام نے انسان کو ایک خاص طریق کار کا پابند کیا ان میں سے ایک مسئلہ امیر کی تقرری کا ہے اسلام کا نظام انتخاب کیا ہے اس بارے علماء لکھتے ہیں۔

م کے تقرر کے لئے شریعت نے کوئی خاص طریقہ اختیار کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ کہ اگر اسلام کوئی خاص معین طریق کار اختیار کرنے کا حکم دیتا تو امت کے لئے اس خاص یقے کا اتباع لازم ہوتا اور ہو سکتا تھا کہ وہی طریقہ ایک خاص زمانے اور ماحول کے لئے تو ان ہوتا لیکن بعض حالات اور مواقع میں اس خاص طریق کار کو اختیار کرنے میں مشکلات آتیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے خلافت کے انتخاب کے طریقے کو امت کے حالات مطابق اس کی رائے پر چھوڑ دیا نمبر 25۔

مکمل نظام ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام ہی وہ واحد نظام زندگی ہے جو ہماری انفرادی' ی' سماجی اور سیاسی زندگی کے تمام شعبوں میں ایک عادلانہ توازن قائم رکھتا ہے۔ اس نظام میزان کا پلڑا زندگی کے کسی ایک پہلو کو قربان کر کے دوسرے پہلو کی طرف نہیں جھکتا۔

اس نے اپنے ماننے والوں کو ایسے ضابطوں کا پابند نہیں بنایا جن پر وہ چل کر کسی دلدل میں پھنس جائیں اور تذبذب کا شکار ہو جائیں اور یہی بات اسلام کی آفاقیت اور ابدیت کی دلیل ہے -یہی وجہ ہے کہ نظام انتخاب کے بارے میں اسلام نے کوئی خاص معین ضابطہ وضع نہیں کیا -ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جس طرح امیدوار کیلئے ایک معیار وضع کیا گیا-اسی طرح رائے دھندہ کے لئے بھی بعض شرائط مقرر کیں - علماء کی رائے کے مطابق رائے دھندہ میں مندرجہ ذیل تین صفات کا ہونا ضروری ہیں-

پہلی صفت عدالت ہے

دوسری صفت یہ ہے کہ رائے دھندہ میں اتنا علم ہو جس سے وہ یہ جان سکے کہ امامت کا حقدار کون ہے ؟

تیسری صفت اتنی بصیرت اور سوچ ہے جس سے وہ یہ جان سکے کہ امامت کا حقدار کون ہے ؟

نمبر26

عصر حاضر میں امیر کی تقرری کے لئے جو نظام انتخاب رائج ہے-.جس میں ہر کس و ناکس اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے اور جس کو جمہوریت کے نام سے پکارا جاتا ہے- یہ طریقہ انتخاب اسلام کی روح کے منافی ہے کیونکہ رائے دھندہ کے لئے جن صفات کا ہونا ضروری ہیں بعض اوقات وہ اس سے بالکل عاری ہوتے ہیں جبکہ موجودہ نظام ان کو انتخاب کا حق دیتا ہے-اس نظام کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس میں ایک عالم اور ایک جاہل کی رائے کو برابر اہمیت دی جاتی ہے اور یہ بات قرآن کی تعلیمات کے منافی ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے-

هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون نمبر27

ہمارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک نعمت خداوندی ہے یہ ملک قدرتی وسائل اور معدنی دولت سے مالا مال خطہ ارضی پر مشتمل ہے اس کے پاس ذہین افرادی قوت موجود ہے لیکن اس کے باوجود ہم روبہ زوال ہیں- ہمارے زوال کا سب سے بڑا سبب اچھی قیادت کا فقدان ہے

نتخابات کے موقع پر یہ لیڈر بہت خوشنما نعرے لگاتے ہیں لیکن منتخب ہونے کے بعد وہ تمام وعدوں کو بھول جاتے ہیں- منتخب ہونے کے بعد جب یہ لوگ کرسی اقتدار پر متمکن ہو جاتے ہیں تو قومی خزانے کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کرتے ہیں- کرسی اقتدار پر اپنے آپ کو تنقید سے بالاتر اور معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں- منتخب ہونے کے بعد عوام کی خدمت کا یہ دعوی کرنے والے عوام سے پہلو تہی کرنے لگتے ہیں- بعض اوقات اگر عوام سے ملنے کی بھی کوشش کریں تو وہ دور کے مختلف حیلوں اور بہانوں سے ان کو عوام سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں- بعض اوقات ان کی زندگی کو خطرہ لاحق کر ان کے اور عوام کے درمیان ایک وسیع خلیج پیدا کی جاتی ہے- اور کچھ مدت کے بعد یہ خلیج اتنی وسیع ہو جاتی ہے کہ عوام اپنے منتخب کردہ حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں-

اب انتخاب امیر کے طریقوں کو زیر بحث لایا جاتا ہے- عام طور پر امیر منتخب کرنے کے تین طریقے ہیں

(۱) کسی حاکم کے ہاتھ پر بیعت کرنا

(۲) ایک خلیفہ اپنی زندگی میں کسی دوسرے امیر کی امارت کی وصیت کرے

(۳) ایک شخص خود ریاستی مشنری پر قبضہ کرے اور خود حاکم بن جائے-

صحابہ کرام کے دور میں کسی کو امیر بنانے کے لئے بیعت کرنا رائج تھا- بیعت کا مطلب ایک قسم کا اظہار اعتماد ہوتا جو وہ اپنے خلیفہ پر کرتے- موجودہ دور میں بیعت کی جائے ووٹ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے ووٹر جب کسی امیدوار کو ووٹ دیتا ہے تو گویا وہ اس پر اعتماد کا اظہار کرتا ہے- اس طریقے میں خرابی یہ ہے کہ اس میں ہر کس و ناکس کو ووٹ دینے کا حق ہوتا ہے اسی طرح رائے دھندہ کی صفات کا خیال نہیں رکھا جاتا- اگر اس طریقے میں بعض اصلاحات کئے جائیں تو یہ طریقہ اسلامی طریق انتخاب کے زیادہ قریب ہے- اس طریقہ انتخاب کے متعلق اتنی وضاحت ضروری ہے کہ جب کسی قوم کے اہل افراد کسی امیر کا انتخاب کرتے ہیں تو یہ بات

ضروری نہیں کہ ہر علاقے کے لوگوں کی نمائندگی ہو جائے اس رائے کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جب حضور کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی تھی تو اس مجلس میں بعض اہم صحابہ موجود نہیں تھے لیکن ان کے آنے کا انتظار نہیں کیا گیا۔ نمبر28

امیر کی تقرری کا دوسرا طریقہ استخلاف ہے۔ استخلاف کا مطلب ہے کہ ایک خلیفہ اپنی زندگی میں دوسرے خلیفہ کے لئے وصیت کرے۔ استخلاف کے متعلق علماء لکھتے ہیں۔ وتثبت عقد الإمامة بأحد أمرين إما باستخلاف الخليفة إياه كما فعل ابوبكر الصديقؓ حيث استخلف عمرؓ واجماع الصحابة على خلافته بذلك اجماع على صحة الاستخلاف وإمابيبعة من تعتبر بيعته من أهل الحل والعقد ولا يشترط بيعة جميعهم ولا عدد محدود بل يكفى بيعة جماعة من العلماء او جماعة من أهل الرأى والتدبير نمبر29

اہل الحل والعقد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کے رائے کے مطابق اس سے مراد علماء ہیں بعض کی رائے کے مطابق اس سے قوم کے سرکردہ اور نامور لوگ مراد ہیں جبکہ بعض کی رائی کے مطابق اس سے قوم کا سرمایہ دار طبقہ مراد ہے نمبر30

امیر کی تقرری کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک آدمی خود ریاستی مشنری پر قبضہ کرے اور خود حاکم بن جائے۔ موجودہ دور میں اس کی مثال فوجی انقلاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت نے امیر کی تقرری کے لئے اس طریقے کو اختیار نہیں کیا ہے یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر کے بعض علماء نے اس کو آمریت سے تعبیر کیا ہے نمبر 31

راقم کا خیال ہے کہ اگر ایک جمہوری حکومت اتنی بے لگام ہو جائے کہ وہ ملکی خزانہ کو شیر مادر سمجھنے لگے۔ تمام ملک میں دہشت گردی اور فتنہ و فساد عام ہو جائے۔ ملک میں کسی کی جان و مال محفوظ نہ رہے تو ایسی صورت میں اگر ایک فوجی یا سول آدمی ملک کی سالمیت کے لئے ریاستی

مشنری پر قبضہ کرے تو یہ بات شریعت کے کسی قانون سے متصادم نہیں ہے اگرچہ علمائے سلف میں سے بعض اکثر نے اس صورت حال کی مخالفت کی ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے ایسی حکومت کو تسلیم کرنے کا حکم دیا ہے اور ایسی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اس بارے میں علماء کی رائے یہ ہے۔

هناك طريق آخر تجب الطاعة بموجبه ويحرم الخروج عليه وسيلة والكنه ليس من الطريق الشرعية ولا يجوز إلا للضرورة لأجل مصلحة المسلمين وحقن دمائهم وهذا هو طريق القهر والغلبة والاستيلاء على الحكم بالقوة ومنه ما يسمى اليوم بالإنقلابات العسكرية وماشابهها وهذا هو الغالب اليوم فى العالم الإسلامى نمبر32

اس صورت میں فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے بہترین صورت یہی ہے کہ جو آدمی امور مملکت پر قبضہ کرے اس کی حکومت تسلیم کی جائے اس رائے کی تائید ابن عمر کے اس قول سے ہوتی ہے کان ابن عمر يقول لا أقاتل فى الفتنة وأصلى وراء من غلب نمبر33

اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ہمارا جو نظام انتخاب ہے وہ کسی طرح بھی اسلامی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طریقے سے جو لوگ منتخب ہوں گے وہ کسی طرح بھی قوم کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ پوری قوم دیکھ رہی ہے کہ ارباب اختیار نے حکمرانی کے جو طریقے اپنائے ہیں۔ وہ اسلام کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہیں۔ قوم سے قربانی مانگنے والے ارباب اختیار جب بیرونی ملکوں کے دورے پر چلے جاتے ہیں تو وہاں پر وہ عیاشیاں اور عیاشیاں کرتے ہیں جو ایک مقروض قوم کے بالکل شایان شان نہیں ہے۔ اسلامی طریقے سے حکومت چلانے کی جائے یہاں مسلسل محلاتی سازشوں، فوجی انقلاب، آمریت اور مغرب کی لادینی جمہوریت کا راستہ اختیار کیا جا رہا ہے۔

خدا جانے ا مرے کاش مرا انجام کیا ہوگا

جے مالی ہاتا ہوں وہی صیاد ہوتا ہے

مصادر و مراجع

(۱) سنن أبی داؤد ' امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی' کتاب الجهاد باب فی القوم سافرون یومرون أحدهم

(۲) الفصل فی الملل والأهواء، والنحل ' لابن حزم الظاهری '' دارالجیل بیروت' ج چهارم ص ۱۴۹

(۳) شرح المقاصد' لسعد بن التفتازانی' عالم الکتب بیروت ۱۹۸۹، جزء خامس ص ۲۳۵

(۴) الجامع الصحیح ' للبخاری' کتاب الجنائز باب السرعة بالجنازة

(۵) اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور' عرفان لاء بک ہاؤس چوک فرید کوٹ لاہور ۱۹۹۳ء ص ۳۶

(٦) إرواء الفليل فی تخریج احادیث منار السبیل ' للألبانی ' مکتب الاسلامی ج آٹھواں ' فصل فی آداب القاضی قول عمر لا تؤمنوهم و قدخونهم الله

(۷) الجامع الصحیح ' للمسلم ' کتاب الإمارة باب کراهة الإمارة بغیر ضرورة

(۸) السنن الکبریٰ ' للبیهقی' دارالمعرفة بیروت لبنان ' ج ۸ کتاب قتال أهل البغی باب فضل الإمام العادل

(۹) النساء : ۵۹

(۱۰) السنن الکبریٰ للبیهقی ' کتاب قتال أهل البغی باب السمع والطاعة للإمام ومن ینوب عنه مالم یأمر بمعصیة ج ثامن

(۱۱) النساء : ۵

٢٦٦

(۱۲) الجامع الصحیح ' للبخاری ' کتاب المحاربین من أهل الکفر والردة ...لا یرجم المجنون والمجنونة

(۱۳) اضواء البیان فی إضیاح القرآن بالقرآن' لمحمد الأمین الشنقیطی' ...ورة البقره آیت نمبر 30

(۱۴) النساء : ۳٤

(۱۵) الجامع الصحیح ' للبخاری ' کتاب المغازی باب کتاب النبی صلی الله ...یه وسلم إلی کسری و قیصر

(۱۶) البقره : ۲٤۷

(۱۷) الجامع الصحیح ' للمسلم ' کتاب القدر باب الإیمان للقدر والا ذعان

(۱۸) السیاسة الشرعیة فی اصلاح الراعی والرعیة ' للإمام العلامة تقی ...ین ابن تیمیه ' دارالکتب العلمیه بیروت لبنان ۱۹۸۸ء ' ص ۲۲

(۱۹) الأحکام السلطانیه ' للماوردی' دارالکتب العلمیه بیروت ۱۹۸۵ء ص

(۲۰) الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور' للسیوطی' مؤسسة الرسالة ...یروت ج ٦ ص ۹۸

(۲۱) الجامع الصحیح ' للبخاری ' کتاب المناقب باب المناقب قریش

(۲۲) فتح الباری شرح صحیح البخاری ' حافظ ابن حجر العسقلانی ...المعرفة بیروت لبنان ' ج ۷ ...ب فضائل الصحابة باب لو کنت متخذا خلیلاً لاتخذت أبابکر خلیلاً

(۲۳) مقدمه تاریخ بن خلدون ' لعبد الرحمن ابن خلدون ' دارالفکر بیروت

٢٦٦

لبنان ص ٢٤٤

(٢٤) اسلام کا سیاسی نظام ' مولانا محمد اسحاق سندیولی' اردو اکیڈیمی سندھ کراچی ١٩٩١ء ص ٨١

(٢٥) دراسة فی منهاج الإسلام السیاسی ' سعدی أبو حبیب ' موسسة الرساله بیروت ١٩٨٥ء ص ٢١٠

(٢٦) نظام الحکم فی الشریعة والتاریخ الإسلامی ' ظافر القاسی دارالنفائس بیروت لبنان ١٩٩٠ء ص ٢٣٣

(٢٧) الزمر : ٩

(٢٨) الأحکام السلطانیه 'للماوردی' ص ٧

(٢٩) کتاب المسامرة 'للکمال بن أبی شریف فی شرح المسایحرة للکمال بن الهمام' مطبعة السعادة مصر ١٣٤٧ھ ' ص ١٧١ (جزء ثانی)

(٣٠) دراسة فی منهاج الإسلام السیاسی' ص ٢٣٨

(٣١) اسلامی سیاست: مولانا گوہر رحمن ' اداره معارف اسلامی منصوره لاهور' ص ٣٢٢

(٣٢) الإمامة العظمی عندأهل السنة والجماعة 'لعبد الله بن عمر بن سلیمان الدمیجی' دارطیبة ریاض ١٤٠٩ھ ص ٢٢٢

(٣٣) إرواء الخلیل شرح منار السبیل 'للالبانی' جزء ثانی 'کتاب الصلاة صلاة ابن عمر خلف الحجاج

مفکر اسلام مولانا سیدابوالحسن علی ندوی مدظله

دیارِ غیر میں رہنے والے مسلمانوں سے خطاب

عصر حاضر میں اسلام کے عظیم داعی اور مفکر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے کئی سال پہلے کینیڈا کے دورے کے موقع پر مسلمانوں سے جو فکر انگیز اور بصیرت افروز خطاب فرمایا اس میں دنیا بھر کے تارکین وطن مسلمانوں کے لئے بہت بڑا پیغام ہے۔ مولانا کی یہ تقریر قارئین کی نذر ہے

بسم الله الرحمن الرحیم

یعبادی الذین امنوآ ان ارضی واسعة فایای فاعبدون (سورة العنکبوت)

ترجمہ:۔اے میرے ایماندار بندو! میری زمین فراخ ہے 'سو خاص میری ہی عبادت کرو۔

ذرائع اور مقاصد:۔

میرے بھائیو اور بہنو! اللہ تعالیٰ کے یہاں انسان کی زندگی کا مقصد بندگی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت اور اس کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا اور آخرت کے لئے کوشش اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چل کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اصل مقصد یہ ہے اس کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں سب وسائل اور ذرائع ہیں۔ مقصد اور ذریعہ کا مطلب آپ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے ذرائع کو تلاش کرنا 'مناسب احوال تیار کرنا 'قوت نافذہ حاصل کرنا 'تاکہ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں پر عمل آسان ہو جائے اور کوئی مجبوری کی شکایت نہ کر سکے اور کوئی دوسری طاقت اور دوسرا اقتدار اس میں خلل اندازی نہ کر سکے اور اس کے مقابل دوسری کوئی متوازی دعوت نہ دے سکے۔ اس کو قرآن مجید نے اپنے معجزانہ الفاظ میں بیان کیا ہے۔ حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله (الانفال-39)

ترجمہ:(اور تم ان کفار سے) اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور دین خالص اللہ ہی کا ہو جائے۔ یہاں تک کہ کشمکش جاتی رہے یعنی دو طاقتوں کے درمیان جو تصادم '

ٹکراؤ(CLASH)ہوتا ہے۔وہ جاتا رہے جس کی وجہ سے لوگ خواہ مخواہ انتشار میں پڑیں (CONFUSION)کا شکار ہوں۔کوئی کے ادھر کوئی کے ادھر چلو۔ ویکون الدین کله لله ۔ترجمہ:۔ اور دین (خالص) اللہ ہی کا ہو جائے۔

یعنی طاقت و فرمانبرداری صرف اللہ تعالیٰ کی ہو۔اسی کے لئے دعوت کا کام ہے۔اسی کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ضرورت ہو اور وقت آئے تو جہاد ہے۔اسی کے لئے اسلام کو ایسی طاقت مہیا کرنا اور اقتدار پر لانا ہے کہ کمزور لوگوں کو بھی اللہ کے بتائے ہوئے راستے اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ایسا مشکل نہ ہو جائے کہ وہ کہیں کہ

لا یکلف الله نفساً الا وسعها (البقرہ٢٨٦)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت اور اختیار میں ہو۔

اصل مقصد اللہ کی بندگی: ان تمام ذرائع کا مقصد اللہ کی بندگی ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذاریت٥٦)

ترجمہ:اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔

اس کے بارے میں ذہن تو پورے طور پر صاف کر لینا چاہیے کہ میں نے یہاں یورپ میں پڑھے لکھے لوگوں کے ذہن میں اچھا خاصا الجھاؤ پایا کہ وہ ذرائع اور مقاصد کے درمیان فرق نہیں کر پاتے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے جو زندگی دی ہے' صلاحیتیں دی ہیں انہیں ہم ایسے کاموں میں استعمال کریں۔کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو اور زندگی کا مقصد پورا ہو۔آخرت میں اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو اور ہمیں اپنا قرب عطا فرمائے اور ہم اس کے سامنے سرخرو اور جنت میں ہمیں اونچے سے اونچا مقام حاصل ہو۔یہ اصل مقصد ہے یہ مقصد اگر کہیں پورا ہو رہا ہے تو بہت مبارک ہے اور اگر یہ مقصد خاص اپنے وطن میں پورا نہ ہو تو اسے خیرباد کہنا چاہیے۔وطن جہاں آدمی پیدا ہوا ہے اور اس کے ذرہ ذرہ سے اسے محبت ہے اور جہاں آدمی پیدا ہوا ہے۔

خاروطن از سنبل و ریحان خوشتر

وہ چیزیں جو فطری طور پر آدمی کو محبوب ہوتی ہیں۔وہ ساری وطن میں موجود ہوتی ہیں۔

لیکن مجھے کہتا ہے کہ اگر وطن میں خدا کی بندگی نہ ہو سکے اور خدا کے احکام پر نہ چل سکے تو وطن کو دور سے سلام کرنا چاہیے۔کہ خدا حافظ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت:۔

حتی کہ مکہ مکرمہ کی سرزمین کہ جس کے اندر قدرتی طور پر ایسی محبوبیت اور دل آویزی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم (ابراھیم۔٣٧)

ترجمہ: تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے۔

اے اللہ لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ جیسے مقناطیس سے لوہا کھنچتا ہے ایسے یہ لوگ کھنچتے رہیں۔

محبوبیت حرم شریف اور اس میں بیت اللہ' آب زمزم' اس میں صفا اور مروہ پھر اس کے نزدیک منیٰ اور عرفات لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہاں مسلمانوں کے لئے خدا کی بندگی مشکل ہو رہی ہے تو فرمایا حبشہ چلے جاؤ۔یہ کیوں فرمایا؟ دین پر قائم رہنے کے لئے فرمایا کہ یہاں نماز نہیں پڑھ سکتے' خدا کی عبادت نہیں کر سکتے ان کا سر زبردستی بتوں کے سامنے جھکا دیا جاتا ہے' ان کے سامنے خدا کی توہین کی جاتی ہے' زبردستی ان سے کفر کرانے کی کوشش کی جاتی ہے تو فرمایا کہ حبشہ چلے جاؤ۔دو مرتبہ حبشہ ہجرت ہوئی۔آخر میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ مکہ چھوڑ دو اور مدینہ چلے جاؤ۔اللہ کے نام پر مکہ جیسا شہر چھوڑا جا سکتا ہے تاکہ خدا کی عبادت آزادی کے ساتھ ہو سکے۔تو دنیا کے اور شہر کس شمار و قطار میں ہیں۔نیویارک و لندن ہو یا ٹورنٹو اور شکاگو ہو' دہلی ہو لکھنؤ ہو' کوفہ ہو بصرہ ہو' اندلس و قرطبہ ہو یا قاہرہ و دمشق ہو۔اصل یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جا سکتا ہو وہ جگہ محبوب ہے اور رہنے کے قابل ہے۔

مجھے کہنا یہ ہے کہ میں یہاں آیا' میں نے یہاں بہت سے شہر دیکھے' یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ اور اپنے بھائیوں کا قریب سے جائزہ لیا ہے۔اب آپ کے یہاں کینیڈا آیا ہوں۔

ایک طرف تو مجھے مختلف ممالک کے مسلمانوں کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔فطری بات ہے کہ آدمی کو اپنے ہم جنس اور ہم مذہب لوگ ملتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے لیکن دوسری طرف اس بات سے

Scanned with CamScanner

ڈرتا ہوں کہ کیا آپ کو یہاں پورے طور پر اسلامی زندگی گزارنے کا موقع ہے اور کیا آپ کی آئندہ نسلیں اسلام پر قائم رہیں گی؟ آپ کے اندر جو اسلامی جذبہ تھا کیا وہ ویسا ہی روشن اور فروزاں رہے گا؟ یہ بات سوچنے کی ہے آپ مانیں نہ مانیں۔ یہاں ہمارے اکثر بھائی مادی اغراض سے آئے ہیں۔ ہمارے ایک بھائی نے کہہ بھی دیا تھا کہ صاحب ہم تو یہاں کمانے کھانے کے لئے آئے ہیں۔

یہ کوئی حرام بات نہیں ہے کوئی گناہ کی بات نہیں ہے لیکن جہاں خالص مادیت کی زندگی اور غفلت کا دور دورہ ہو وہاں جانے میں تو خیر حرج نہیں لیکن وہاں رہنے کا فیصلہ کرنا یہ بات سوچنے کی ہے۔ میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کو یہ اطمینان ہے کہ آپ یہاں اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق گذار سکتے ہیں اور دعوت کے کام میں مشغول ہیں اور یہاں آپ کے رہنے سے دین کو فائدہ پہنچ رہا ہے اور اس بات پر آپ کا دل گواہی دے کہ آپ اپنا ایمان بھی بچا رہے ہیں اور دوسروں کے ایمان کی فکر بھی کر رہے ہیں اور بقدر ضرورت معاشی جدوجہد میں مشغول ہیں تب تو ٹھیک ہے۔ میں بھی کہوں گا کہ آپ کا رہنا مبارک ہے۔ شاید آپ کے ذریعہ سے اللہ یہاں ہدایت عام کرے اور اسلام کی روشنی پھیلائے اور یہ خطہ بھی اسلام کی دولت و سعادت سے ہمکنار ہو جائے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ملک عرب کے سوداگر جب مشرق بعید انڈونیشیا ملیشیا اور بحر ہند کے جزیروں پر پہنچے تو جزیرے کے جزیرے مسلمان ہو گئے اور وہاں آج مسلمانوں کی کھلی ہوئی اکثریت ہے۔ آپ تحقیق و مطالعہ کریں گے تو معلوم ہو گا کہ اسلام زیادہ تر عرب تاجروں کے ذریعہ پھیلا یا پھر صوفیاء کرام کے ذریعہ پھیلا۔

ہمارے برصغیر میں بھی سندھ وغیرہ کے علاقوں میں یا مسلم اکثریت کے علاقے مثلاً کشمیر و مشرقی بنگال صرف صوفیاء کرام کے شرمندۂ احسان ہیں۔ یہاں رہنے کے بعد اپنے ایمان اور اپنی آئندہ نسلوں کے اسلام کی حفاظت کا انتظام اور اطمینان آپ نے کر لیا ہے اور یہاں رہ کر آپ دعوت کا کام کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے کشش کا باعث ہو تو آپ کے یہاں رہنے کا جواز ہی نہیں بلکہ یہ پسندیدہ ہے اور پسندیدہ ہی نہیں مقصد ہے۔

اگر ایسا نہیں ہے اور آپ کا مطمح نظر صرف کھانا کمانا ہے تو یہ مقصد مسلمانوں سے بعید

میل نہیں کھاتا' صرف کھانے کمانے کے لئے اتنی دور دراز کی مسافت طے کرنا کسی مسلمان شایان شان نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رزاقی' جغرافیائی حد بندی کی پابند نہیں' میں یہ سراسر عملی باتیں کر رہا ہوں کات اور موشگافیاں کسی اور موقع پر کوئی عالم بتائیں گے۔ میں نے جو کچھ یہاں دیکھا اس کی ئی میں یہ چند عملی باتیں بے تکلف عرض کر رہا ہوں۔ اگر آپ کی زندگی اور آپ کا یہاں قیام لام کے لئے مفید ہے اور اس کی راہ ہموار کرتا ہے تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ آپ کا یہاں رہنا نہ ف جائز بلکہ ایک عبادت ہے۔ اگر اپنے ایمان اور بچوں کی دینی زندگی کی طرف سے اطمینان نہیں کے اس سے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے کہ نہ جانے یہاں کس حالت میں موت آئے۔ ہم خدا کو کیا ب دیں گے کہ صرف کھانے کمانے کے لئے وہاں گئے تھے۔ یہ نہ اسلامی کردار ہے نہ مسلمان کی ان ہے۔ ہاں اگر آپ نے یہ انتظام کر لیا کہ آپ کے ایمان پر ذرہ برابر آنچ نہ آئے' آپ کسی دینی ات اور اسلام کی تبلیغ کرنے والی تنظیم میں شریک ہیں' آپ نے ماحول بنایا ہے' کوئی ایسا حلقہ بنایا میں دینی باتیں ہوتی ہیں اور تذکیر ہوتی ہے۔ آخرت کی فکر ہوتی ہے۔ آپ یہاں غیر مسلموں سامنے ایسی زندگی پیش کر رہے ہیں جس میں (CHARM) کشش ہے اور آپ نے اپنے بچوں ینی تعلیم کا انتظام کر لیا ہے۔ یہ بہت اہم بات ہے۔ قیامت کے دن بچوں سے جب پوچھا جائے گا م کیسے اس حالت میں آئے ہو کہ نہ ہمارا نام جانتے ہو نہ ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام نتے ہو۔ نہ نماز جانتے ہو' تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پروردگار ہم نے اپنے بڑوں کی بات مانی' انہوں نے جس راستے پر لگایا اس راستے پر ہم لگ گئے۔ انہوں نے ہمیں کہیں کا نہیں رکھا۔ قرآن مجید میں ہے۔ ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراء نا فاضلونا السبیلا (الاحزاب ۶۷)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا' سو انہوں نے ہم کو سیدھے راستے سے گمراہ کیا تھا۔

آپ کے بچے بیشک سکول جاتے ہوں گے لیکن کیا آپ نے ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ جس میں توحید و رسالت اور دین کی تعلیم حاصل کریں؟ جس کے بغیر آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا اور آپ نہیں بتائیں۔ یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا

Scanned with CamScanner

ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ۔

خبردار! اسلام کے علاوہ کسی اور راستے پر مرنا حرام ہے۔ کسی مسلمان بچے کی دینی تعلیم و تربیت کے بغیر زندگی سے اس کی موت بہتر ہے۔ **ولا تموتن الا وانتم مسلمون** (آل عمران ۱۰۲)

ترجمہ: اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔

اس صاف گوئی پر مجھے معاف کریں لیکن یہ عملی چیزیں جنہیں یہاں رہ کر آپ کو برتنا ضروری ہے۔ بچوں کی تعلیم اور یہاں اسلامی ماحول بنانے میں اگر آپ تھوڑا سا وقت دیتے ہیں تو آپ یہاں رہیے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اسی کے لئے آپ کو یہاں بھیجا ہے۔

ہندوستان و پاکستان اور ایشیائی ممالک سے ذہین نوجوانوں کی جوار بھاٹا کی طرح کی جو لہریں چلی آ رہی ہیں وہ یہاں کا رخ کر رہے ہیں تاکہ اپنا دامن اور جھولی بھر لیں تو ان ملکوں کا کیا ہوگا جہاں سے اچھے تعلیم یافتہ اور ذہین لوگ مادی منافع کے خاطر اپنے ملکوں کو چھوڑ دیں، میں ان لوگوں کا یہاں رہنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنے ایمان کی حفاظت اور غیر مسلموں میں دینی دعوت کو اپنا مقصد بنایا۔

چند عبرت انگیز واقعات

ورنہ یہاں تو یہ حال ہے کہ یہاں بوسٹن میں مقیم ہمارے ایک عزیز مولوی مدثر ندوی نے کہا کہ یہاں ایک حاجی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ تو انہیں فون آیا کہ آخری رسوم میں شریک ہوں۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ لاش کو تابوت میں رکھا ہے۔ سوٹ پہنایا ہوا ہے، ٹائی لگی ہے سونے کی انگوٹھی پہنائی ہوئی ہے، عیسائی مرد، عورتیں آ رہے ہیں۔ اور Kiss کر رہے ہیں، تابوت پر پھول ہار وغیرہ ڈال رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کی عمر میں برکت دے، آخر عربی مدرسوں میں پڑھنے سے فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اس نے ان مرحوم کے لڑکے کو بلایا اور کہا کہ میں جانتا ہوں انہوں نے پوچھا کیوں، وجہ یہ ہے کہ میں جو کچھ کہوں گا آپ کریں گے نہیں۔

ان صاحب نے کہا کہ ہم نے آپ کو بلایا ہے۔ ہم آپ کی بات مانیں گے۔ مولوی مدثر نے کہا کہ پہلے تو ان کا سوٹ اتاریئے لوگوں کو یہاں سے علیحدہ کیجئے ہم ان کو شرعی طریقے سے غسل

...ے کفن پہنائیں گے۔ یہ انگوٹھی بھی نکال دیجئے۔ ان صاحب نے کہا انگوٹھی نہ اتاریئے گا ورنہ ...ری والدہ کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم انگوٹھی ضرور علیحدہ کریں گے۔ اگر آپ کی ...ہ کے ہارٹ فیل کا خطرہ ہو تو انہیں نہ بتایئے۔ خیر وہ راضی ہوئے۔

...اتفاق تھا کہ ہمارے یہاں کا پڑھا ہوا بچہ وہاں پہنچ گیا ورنہ خدا جانے کتنے مسلمان اس ملک میں ...ے دفن ہو گئے ہوں گے۔ ایک اور واقعہ سنا جس سے بڑی عبرت ہوئی کہ ایک مصری عالم کا انتقال ...جن کی بیگم امریکن تھی، مسلمانوں کا قبرستان ذرا دور تھا تو عیسائیوں کے قبرستان میں انہیں دفن ...یا گیا۔ یہ چیزیں وہ ہیں کہ جنہیں ایک مسلمان خواب میں دیکھ لے تو چیخ اٹھے کہ یا اللہ خیر فرما، تو ...حفاظت فرما، چہ جائیکہ یہ واقعات عام ہو جائیں اور ہم سن کر اپنی کوئی فکر نہ کریں۔

...ھرا خطرہ:-

...یو! اپنی فکر کرو، اپنی اولاد کے اسلام پر قائم رہنے کا بندوبست کرو، ورنہ آپ لوگوں کا یہاں رہنا ...ری سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک تو تم خطرے میں ہو، دوسرے تمہارا ملک خطرے میں ہے۔

...دوستان و پاکستان کے جو تعلیم یافتہ نوجوان یہاں آ رہے ہیں۔ اگر وہاں رہتے تو جو دس بیس آدمی ان ...ماتحت کام کرتے ان کو تقویت ہوتی، ان کے والدین اور ہم قوم افراد کو تقویت ہوتی۔ عرب ...ملک کے نوجوان کثرت سے یہاں ہیں۔ اگر یہ اپنے وطن میں ہوتے تو اسے منظم بناتے، طاقتور ...تے اور اپنی صلاحیتوں سے فائدہ پہنچاتے۔ محض تنخواہ کی زیادتی اچھے مکان اور بہتر خورد و نوش کے ...ئے یہاں آنا یہ بات بہت سوچنے کی ہے۔ آپ کو مجھ سے یہ توقع ہوگی کہ میں آپ کے لئے دل ...ش کن باتیں کرتا، میں نے وہ باتیں کہیں جس سے آپ کے دل کو چوٹ لگے اور آپ اس مسئلہ پر ...نجیدگی سے غور کریں۔ **وما علینا الا البلاغ المبین** - بشکریہ ماہنامہ تسنیم - برطانیہ

قافلہ معاد

جامعہ کے سرپرست اعلی کو صدمہ

جامعہ کے روح رواں اور سرپرست اعلی حضرت مولانا حکیم لطف الرحمن صاحب دامت حیاتہ کی اہلیہ مرحومہ اور جامعہ کے مدرس ونائب مفتی مولانا نجم الرحمن صاحب کی والدہ محترمہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء بروز اتوار وفات پا گئی۔ حضرت حکیم صاحب کا خاندان ابھی اس صدمہ سے نڈھال تھے کہ حضرت حکیم صاحب کا بڑا بیٹا جناب حاجی ڈاکٹر عنایت الرحمن مرحوم ۴ انومبر ۱۹۹۹ء کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ ایک سال سے کینسر کے موذی مرض کے شکار تھے اور بظاہر یہی بیماری آپ کی رحلت کا سبب بنا۔ موصوف زندگی بھر علم طب کے پیشہ سے وابستہ رہے۔ نہایت متدین۔ علم دوست اور اعلی اخلاق کے مالک تھے۔ جامعہ کی ترقی کے بارے میں ہمیشہ فکر مند رہتے تھے حلقہ احباب میں ہمیشہ کے لئے جامعہ سے تعاون کی ترغیب دلاتے۔ آپ کے جنازہ میں علماء، فضلاء اور طلباء نے شرکت کی۔ جامعہ کے اساتذہ اور طلباء نے بھرپور شرکت کی۔

مقامی لوگوں کے بیان کے مطابق آپ کے جنازہ میں جو کثرت دیکھی گئی وہ بہت کم جنازوں میں ہوتی ہے۔ حضرت حکیم صاحب اور آپ کے اہل وعیال کے لئے یکے بعد دیگرے دو صدمے یقینا ناقابل برداشت ہیں لیکن "ان اللہ

اخذ ولہ ما اعطی وکل شی عندہ باجل مسمی" کے الفاظ سے آپ کو تعزیت پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالی مرحومہ اور مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرما کر پسماندہ کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

انہی ایام میں یعنی ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو جامعہ کے طلباء اور اساتذہ کو ایک بڑے صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ یہ کہ جامعہ کے مدرس حضرت مولانا ... الرحمن صاحب کے والد محترم حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ مرحوم نہایت عبادت گزار اور علاقہ کے مشہور عالم تھے۔ علم دوستی کی یہ حالت رہی کہ اپنے تمام بیٹوں کو علم دین کی تعلیم دلادی۔ اور بحمد للہ ہر ایک دین کی خدمت میں مصروف ہے۔ جو آپ کی اخروی زندگی کے لئے عظیم سرمایہ ہے۔ اللہ تعالی مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ مولانا اور آپ کے تمام بھائیوں کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

تبصرہ کتب

تبصرہ نگار: محمد سعید درجہ سادسہ

نام کتاب: بزم منور از افادات حضرت مولانا منور حسین سورتی خطیب جامع مسجد بالہم (لندن)

مؤلف: مولانا مفتی عبدالعلی احمد — ضخامت:۔ ۸۸ صفحات

ناشر: ادارۃ العلم والتحقیق جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ابتداء زمانہ سے لیکر آج تک حق وباطل کی کشمکش اور معرکہ آرائی جاری وساری رہی ہے اور تا قیامت یہ جنگ جاری رہے گی لیکن جب بھی وقت کی طاغوتی قوت اسلام اور مسلمانوں کی شان وشوکت کو مغلوب کرنے کی نیت سے ابھری ہے تو اللہ تعالی کے نیک بندوں اور فرزندان اسلام نے جان کی بازی لگا کر باطل کا مقابلہ کیا جیسا کہ مقولہ مشہور ہے۔ لکل فرعون موسیٰ ای لکل باطل حق۔ کہ ہر باطل کے مٹانے کیلئے اللہ تعالی نے ضرور کوئی حق پرست بھیجا ہے اور ارشاد ربانی ہے۔ **بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاحق** الآیۃ ترجمہ۔ ہم حق کو باطل کے اوپر پھینک مارتے ہیں۔ سو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے۔ تو وہ دفعتاً مٹ جاتا ہے۔ کہ جب باطل کا حق کیساتھ ٹکرا دیا جائے تو حق کے حقائق سامنے آتے ہیں

حق وباطل کی اس کشمکش اور معرکہ آرائی کے تسلسل کو برقرار رکھنے کیلئے آج بھی جب اسلام کے دشمن یہود ونصاریٰ اور مشرکین بین الاقوامی سطح پر مختلف قسم کے دلچسپ اور خوش [illegible] بے دینی اور مادر پدر آزاد معاشرہ اور فحاشی وعریانی کو عام کرکے [illegible] اور دینی قیادت کا اثر ختم کرکے مسلمانوں کے دلوں میں اپنا اسلاف سے [illegible] کرنے کیلئے اپنی تمام صلاحیتوں اور قوتوں کو بروئے کار لا رہے ہیں تو ان [illegible]

ان حربوں کے باوجود فرزندان اسلام علمائے اہل سنت نے علامہ اقبال کے اس قول ستیزہ کار رہا ہے ازل تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کو پیش نظر رکھکر وسائل کی قلت افلاس ونا داری حالات کی عدم مساعدت کے باوجود گلشن نبوت کے سدابہار نکہتوں اور خوشبوؤں سے مسلمانان ملت کے دل ودماغ کو معطر کیا۔ اور ساتھ ہی طاغوتی قوتوں کے سامنے سربکف ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے برسرپیکار رہیں۔ میدان خطابت کے مجاہدین میں سے ایک فاضل اور نامور خطیب جامع مسجد بالہم (لندن) کے خطیب وامام مولانا منور حسین سورتی مدظلہ العالی بھی ہیں۔ جنکی زندگی کا بیشتر حصہ زہد وتقوی جہد مسلسل علم وعمل اور حق گوئی میں گزرا۔ حضرت العلامہ بے پناہ خوبیوں کے مالک ہیں علوم ظاہریہ اور باطنیہ میں انکی مہارت مسلم ہے خصوصا تقریر وتبلیغ کے میدان کا لاجواب شاہسوار ہیں۔ جیسا کہ انکی تقاریر وخطبات سے واضح ہے۔ زیر نظر کتاب آپکی روح پرور ایمان افروز اور وجد آفرین تقاریر کا ایک گلدستہ ہے جو نہ صرف ایک خطیب اور صاحب طرز ادیب کی تبلیغی جدوجہد آشکارا کرتی ہے بلکہ اس سے انگلینڈ کی نئی نسل کو اسلام سے بہرہ ور کرنے اور دیار غیر میں اسلام کی موجودہ ترقی کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ یہ تقریری دستاویز جہاں مولانا منور حسین سواتی کے تبلیغی اور اصلاحی خطبات کا مجموعہ ہے وہاں یہ ادبیت فصاحت وبلاغت اور درد بھرے مواعظ ونصائح کا دلنشین مرقع بھی ہے مولانا مفتی عبدالعلی صاحب نے بڑی محنت سے ان پرخلوص اور منور خطبات کو موتیوں کی طرح چن چن کر پرویا اور بزم منور کی شکل میں ہر پڑھنے والے کے سینے کے نور کا سبب بنایا۔ اس کتاب سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت علامہ سورتی کا انداز بیان موثر ہے داعیانہ جوش کے مالک ہیں اور وقت کے تقاضوں سے باخبر ہیں مدلل اور حکمت طریقے سے دعوت الی اللہ دیتے ہیں۔ مقصد حیات کا تعین کر کے معرفت خداوندی کے حصول کیلئے علم کی اہمیت، ضرورت اور فضیلت بیان کر کے حقیقی علم (علم دین) اور مغربی علوم یعنی انگریزی تعلیم میں فرق واضح کیا ہے اور اسی اثنا میں مغربیت کے دلدادہ

Scanned with CamScanner

ضرات کے بعض مذموم مقاصد کے انکشافات کرتے ہوئے انگریزی تعلیم عام اور ر
رنے والوں اور علم الٰہی لانے والی ہستوں میں تقابل کر کے ہر ایک کی مقصد کی تعیین ک
مختلف امثال واقوال، نقلی اور عقلی دلائل کیساتھ علم الٰہی اور علوم دینیہ کی عصری علوم پ
ثابت کی ہے - نیز عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے دنیوی تعلیم کو ضروری
حاصل کرنیکی ضرورت واہمیت کو واضح کرنے کیلئے اکبر الہ آبادی کے اس کلام کو پیش کیا

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو

پر اتنا سخن بندہ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

حضرت مفتی عبدالعلی صاحب نے ان تقاریر کو مرتب کیا اور منظر عام پر لاکر علماء طلباء او
خطباء پر بالخصوص اور نسل نو پر بالعموم بہت احسان کیا تاکہ نوجوان نسل کو ایک فکری غذاء
میسر ہو کر فرقہ واریت کی دلدل سے نکلنے کی راہ معلوم ہو سکے
اللہ تعالی جامعہ ابوہریرۃ کی اس کاوش کو ترقی کا ذریعہ بنا کر بقیہ جلدوں کو مرتب کرنیکی توفیق
عطا فرمائے - اور اسمیں کسی قسم کا حصہ لینے والے مولف محترم، مولانا سورتی اور انکے والد
کیلئے صدقہ جاریہ بنادیں

آمین یارب العالمین